تاجدارِ گولڑہ

اور

جہادِ ختمِ نبوّت

ڈاکٹر بہاؤ الدین کی اعلیٰ حضرت گولڑوی پر
بیجا تنقید کی تنقیح اور مختصر علمی محاکمہ

تحقیق و ترتیب
خواجہ غلام دستگیر فاروقی

Marfat.com

تاجدارِ گولڑہ
اور
جہادِ ختم نبوت

ترتیب و تسوید

خواجہ
غلام دستگیر فاروقی

آستانہ چشتیہ خیریہ، جلالپور (شکرگڑھ)
0303-8517218 0303-6865872
farooqi4156@hotlook.com

DATA ENTERED
35293

Marfat.com

297.692
غ ک تا
141244

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

نام کتاب : تاجدارِ گولڑہ اور جہادِ ختم نبوت

ترتیب وتسوید : خواجہ غلام دستگیر فاروقی

اشاعت : جنوری 2018ء

کمپوزنگ : مشتاق احمد بیروتی 0331-4032549

پروف ریڈنگ : حافظ محمد آصف محی الدین قادری چدھڑ

تعداد : 1100

ناشر : نعیمیہ بک سٹال، اُردو بازار، لاہور

رابطہ : 0302-7034689
0311-5060707

خصوصی کاوش

عزت مآب محترم المقام محبّ الفقراء والطلباء

حاجی افتخار احمد صاحب

C1-379، ٹاؤن شپ، لاہور

Marfat.com

انتساب

مأمور من الرسول، غوث زماں،

جگر گوشۂ غوث الوریٰ، وارث علوم مرتضیٰ، اعلیٰ حضرت

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی

کے نام

جنہوں نے دجال وقت مرزا قادیانی کے مقابل

سینہ سپر ہو کرامت کی رہنمائی کا حق ادا کر دیا۔

اور

عالمی مبلغ اسلام خواجۂ خواجگان، امین فیضان نقشبند

خواجہ محمد عبداللہ جان

کے نام

جنہوں نے ہزاروں سینوں کو ذکر الٰہی و ذکر حبیب الٰہی سے روشن کر دیا۔

Marfat.com

حرفِ آغاز

علامہ غلام دستگیر فاروقی آج سے تین سال قبل جب سرزمین لاہور تشریف لائے تو آپ نے دارالعلوم جامعہ رحمت (ٹاؤن شپ) میں صدر مدرس (درس نظامی) اور خطابت و نظامت کی ذمہ داری سنبھالی۔ راقم کا تعلق حضرت علامہ سے اتنا ہی پرانا ہے جتنا آپ کا لاہور میں قیام۔ راقم ابتداء سے آپ کی شخصیت میں موجود دین کی تڑپ اور اخلاص جو آپ کے قول و فعل سے جھلکتا ہے کا عینی شاہد رہا ہے۔ آپ کی طبیعت کے لازمی اجزاء فقر وللہیت ہیں۔ محبت و مودۃ اہل بیت علیہم السلام آپ کے نطق و بیان کا معتبر ترین حوالہ ہے۔ ایسے خواص کا حامل بشر ممکن نہیں کہ نگاہِ ایزدی سے پوشیدہ رہے اور کسی مقدر خیر کے عملی اظہار کی ذمہ داری اس کے سر نہ ڈالی جائے۔ منشاء الٰہی موصوف کے قلب پر سرّ ختم نبوت کے اظہار کے ارادہ سے متوجہ ہوئی اور آپ دن رات صرف اور صرف ختم نبوت کے رموز و معارف کی تعلیم میں صرف کرنے لگے۔

پچھلے تین سال شب و روز ختم نبوت پر مطالعہ نے آپ کی نگاہ میں وہ دوررسی اور دقیقہ سنجی پیدا کر دی کہ آپ نے ختم نبوت پر روایتی انداز سے ہٹ کر قلم اٹھایا اور قادیانیت کی فلک بوس چوٹیوں کو پیوند خاک کرنے کے لیے میدان کارزار میں اترے۔

ختم نبوت کے موضوع پر آپ کی تحقیق و تحریر میں جو وسعت، اعتدال اور بالغ النظری پائی جاتی ہے وہ آپ کے شخصی خواص کی عین عکاس ہے۔ فطری اعتدال اور نظری وسعت اس بات کی متقاضی تھی کہ مسلمانوں کے تمام مسالک و مکاتب جو کہ اس مسئلہ پر متفق ہیں، علمی سرمایہ سے استفادہ کیا جائے، اور ایسا ہی کیا گیا۔ راقم نے آپ کی شخصیت میں مسلکی تفرقہ پرستی نہیں پائی۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اہل سنت و جماعت کے مؤقف کے حق میں پرزور دلائل اور احقاق حق اور ابطال باطل سے بھی کبھی پیچھے ہٹتے نہیں دیکھا۔ اسلاف اور اولیاء کرام سے والہانہ محبت علامہ موصوف کے خمیر میں موجود ہے۔ اسی ضمن میں آپ کو ڈاکٹر بہاؤالدین

Marfat.com

(اہل حدیث عالم) کی مرتب کردہ کتاب ''تحریک ختم نبوت'' کے مطالعہ کا موقع ملا۔ یہ دیکھ کر آپ کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ ڈاکٹر موصوف نے عالم اسلام کی معتبر ترین ہستی، فاتح قادیانیت، قطب زمان، غوثِ وقت حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑویؒ کی شان میں ہرزہ سرائی کی جسارت کی ہے۔ موصوف کی اس لغو اور تحصیل حاصل جسارت کو ''کیا پدی اور کیا پدی کا شوربا'' کی ضرب المثل سے تعبیر کیا جا سکتا ہے۔ ڈاکٹر بہاؤالدین نے چاند پر تھوکنے کی کوشش کی اور نتیجتاً ان کا اپنا چہرہ گندہ ہوا۔ پیر مہر علی شاہؒ پر کی گئی جسارت کے جواب کے لیے باری تعالیٰ نے علامہ خواجہ غلام دستگیر فاروقی کا قلم منتخب فرمایا۔ گویا پیر مہر علی چاند ہیں۔ ڈاکٹر بہاؤالدین نے تھوکا، اور ان کے چہرے کے گرد آلود ہونے کے لیے الٰہی آلہ کار غلام دستگیر بنے۔

خواجہ غلام دستگیر صاحب نے ڈاکٹر بہاؤالدین کے حوالے سے تحقیق اور معلومات جمع کرنی شروع کر دیں۔ پورے غور و خوض اور نفس مسئلہ کو جانچنے کے بعد ڈاکٹر بہاؤالدین کے نابلغ افکار کو رد و قبول کی کڑی کسوٹی پر پرکھ کر ان کا بدنما چہرہ انہی کے آئینے میں انہی کو دکھایا۔ اللہ کے فضل سے آپ اس کارِ دشوار میں کامران ٹھہرے۔

اعلیحضرت گولڑوی کے حالات پر چونکہ بے شمار کتابیں موجود ہیں اس لیے بیان کی ضرورت محسوس نہ کی البتہ قارئین کے فائدے کے لیے ردّ قادیانیت کے حوالہ سے تین تحریریں ملیں جو شامل کر دی گئیں۔ جن میں شرف ملت علامہ محمد عبدالحکیم شرف قادریؒ کی تحریر، ''پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی اور معرکہ قادیانیت''، شیخ الحدیث جامع المعقول والمنقول علامہ محمد صدیق ہزاروی صاحب کا 24 صفحات پر لکھا گیا رسالہ ''سید مہر علی شاہ گولڑوی اور ردقادیانیت'' اور محمد متین خالد صاحب کا 8 صفحات پر رسالہ ''پیر مہر علی شاہ گولڑی اور فتنۂ قادیانیت'' ہے۔

میری دعا ہے کہ موصوف کا زور قلم اور بڑھے ان کی توفیقات میں اضافہ ہو، الوہی ہدایت ان کی رہنما ٹھہرے، گنبد خضراء سے پھوٹنے والی روشنی ان کے قلب و باطن میں جاگزیں ہو اور وہ ہمیشہ نجف و کربلا کے مسافر رہیں۔ آمین بجاہ النبی الامین

ڈاکٹر علی وقار قادری

ڈائریکٹر منہاج ایجوکیشن سوسائٹی

Marfat.com

عرضِ احوال

میرا روحانی تعلق والد گرامی پیر طریقت، متوکل علی اللہ قبلہ **حافظ محمد قاسم علی ساقی** زید مجدہ (آستانہ چشتیہ خیریہ جلالپور درس، شکرگڑھ) سے ہے جن کی زندگی سے فقیر نے اپنی زندگی کی منزلیں متعین کیں جو سلسلہ عالیہ چشتیہ قادریہ ابولعلائیہ جہانگیریہ سے خلافت واجازت رکھتے ہیں اور سلسلہ نقشبندیہ خیریہ کی خیرات حاصل کرنے کے لیے خواجہ خواجگان شیخ طریقت علامہ **خواجہ محمد بدر عالم جان** زید مجدہ کے مبارک ہاتھوں میں ہاتھ دینے کا شرف بھی ہے اور آپ نے کمال مہربانی سے خلافت واجازت عطا فرمائی جو فقط ان کا کرم ہے ورنہ فقیر اس قابل کہاں۔ آپ ویسے تو سارا سال پوری دنیا کے سفر پر رہتے ہیں البتہ جب پاکستان میں ہوں تو زیادہ قیام ''خانقاہ نقشبندیہ مجددیہ خیریہ'' G-7-2 اسلام آباد میں ہوتا ہے اس لیے اسلام آباد آنا جانا رہتا ہے اعلیحضرت گولڑوی سے تعلقِ حُبی اس طرح کا ہے کہ جب بھی اسلام آباد جانا ہوتا ہے آپ کے در کی حاضری دیئے بغیر میرے لیے واپسی مشکل ہوتی ہے۔ حاضری دیتا ہوں، بیٹھتا ہوں، من راضی کرتا ہوں بادلِ نخواستہ پلٹتا ہوں۔

جب پہلی کتاب ''آئینہ قادیانیت'' لکھنے کی توفیق ہوئی تو باقاعدہ آپ کے دربار پر جا کر کتاب پیش کی اور دعائیں کیں۔ اس کے بعد ''سوزِ دِل'' رسالہ لکھا پھر 208 صفحات پر عقیدہ ختم نبوت پر کتاب ''پیشگوئیاں'' ترتیب دینے کی سعادت میسر آئی اور اب یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے پیش خدمت ہے۔

جب اپنی طرف نظر پڑتی ہے تو سوائے شرمندگی کے اور کچھ نہیں دکھائی دیتا۔ یہ فقط

Marfat.com

میرے والدین و اساتذہ کی مہربانیاں ہیں مزید برآں پاکانِ اُمت کی درگاہوں پر حاضری کا فیضان ہے اور بس۔

فقیر عقیدۂ ختمِ نبوت پر اتحادِ امت کا داعی ہے۔ فیصلہ کر چکا تھا کہ فقط رَدّ مرزائیت کو سامنے رکھ کر کام کروں گا لیکن جب ڈاکٹر بہاؤالدین کی ناپاک عبارات پڑھنے کا موقع ملا جو غوث زماں، قطب عالم سید مہر علی شاہ گولڑوی کی ذات کے حوالہ سے تھیں تو اولیاء سے والہانہ محبت کی وجہ سے بالخصوص اعلیٰ حضرت گولڑوی سے تعلق قلبی وذہنی کی بناء پر مجھے بغیر کسی لیت ولعل کے فیصلہ بدلنا پڑا شاید زندگی میں کچھ ایسے مواقع آتے ہیں جب انسان مجبور ہو جاتا ہے کچھ ایسا ہی میرے ساتھ ہوا۔

مجھے اپنی کوتاہ علمی وعملی کا مکمل اعتراف ہے لیکن مجھ سے رہا نہیں جا سکا جو لکھ سکتا تھا لکھا۔ جو سطر ٹھیک لکھی گئی فیضان چشت ہے جو ٹھیک نہیں لکھا گیا وہ سراسر میری کم علمی ہے۔ ویسے بھی میری کیا اوقات ہے کہ میں اعلیٰ حضرت گولڑوی کی شخصیت پر ان کے قد کاٹھ کے مطابق لکھ سکوں یہ فقط اپنی محبت کا اظہار ہے اور ان کی بارگاہ میں حاضری لگانے کے مترادف ہے۔ مزید برآں وہ لوگ جو ان پاکان امت سے وابستگی رکھتے ہیں ان سے دعائیں لینے اور قلبی سکون کا ایک ذریعہ ہے۔

اللہ تعالیٰ حضور ختمی مرتبت ﷺ کے طفیل میرے، میرے والدین، اساتذہ ورفقاء کی کامل بخشش فرمائے۔ آمین بجاہ خاتم النبیین

غلام دستگیر فاروقی

حال مقیم

دارالعلوم جامعہ رحمت، ٹاؤن شپ، لاہور

Marfat.com

ڈاکٹر بہاؤ الدین کی اعلیٰ حضرت گولڑوی پر بیجا تنقید کی تنقیح اور مختصر علمی محاکمہ

خواجہ
غلام دستگیر فاروقی

Marfat.com

قرآن حکیم کی بہت سی آیات شاہد و عادل ہیں کہ انسان کو اس آب و گل میں بھیجنے ساتھ ہی خالق کائنات نے ہدایت انسانی کا سامان بصورت نبی اور رسول مہیا کر دیا ویسے بھی نبوت و رسالت انسان کی سب سے اہم بنیادی طبعی اور فطری ضرورت ہے۔ ان کی تخلیق کے آغاز سے تقریباً چھٹی صدی عیسوی تک یہ ہدایت بسبب نبی اور رسول قومی، علاقائی، وقتی اور محدود پیمانوں پر قائم ہو کر معاشرے کی فوز و فلاح کے لیے اپنا ارادا کرتی رہی۔

پھر جب حکمت الٰہی اور انسان کی شعوری سطح کے نتیجہ میں دنیا ایک ہی جغرافیائی، مواصلاتی، تہذیبی و تمدنی، علمی و شعوری بلوغت کی صورت اختیار کر گئی تو اب لامحالہ رزلٹ تھا کہ اب مرکز ہدایت بھی ایک ہی ہو تو اس کے نتیجے میں ہدایت انسانی کے لیے آخری آسمانی حجت بنا کر حضور نبی رحمت، ختمی مرتبت ﷺ کی ذات کو مبعوث فرمایا۔ نبیت کے کل فضائل و کمالات کو حضور خاتم النبیین ﷺ کی ذات میں جمع فرما کر آپ کی ذات ستودہ صفات پر فضائل و خصائص کی انتہا کر دی۔

ع بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

آپ کی نبوت و رسالت کا دائرہ جمیع عوالم (ماضیہ، حالیہ، استقبالیہ) کے لیے وسعت پذیر ٹھہرا، اس حقیقت کو دائرہ ہدایت کا ہر فرد حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تسلیم کرتے آئے ہیں جبکہ قرآن حکیم سے پہلی آسمانی والہامی کتب اور صحائف بھی اس حقیقت کا پرچار کرتے نظر آتے ہیں۔ جب محبوب رب کریم ﷺ کی نبوت و رسالت کا دائرہ اتنی وسعت کا حامل تھا تو یقیناً آپ پر نازل ہونے والی کتاب، دین، شریعت بھی اس چیز کی متقاضی تھیں کہ وہ بھی تمام عوالم، اوقات زمانوں کو محیط ہو اس لیے آپ پر کتاب لاریب جو اتاری گئی خاتم الکتب ٹھہری، دین خاتم الادیان، شریعت خاتم الشرائع اور آپ کی ذات کرم فرما خاتم النبیین۔

Marfat.com

یہی وجہ ہے کہ قرآن وسنت میں عقیدۂ توحید کے بعد جتنا زورعقیدہ ختم نبوت پر دیا گیا ہے کسی اور کے لیے نہیں۔ 100 سے زائد آیات مقدسہ، 210 سے زائد احادیث نبویہ، ''خیر القرون قرنی'' کا حامل زمانہ میں جانثاران مصطفیٰ جان رحمت ﷺ یعنی صحابہ اکرام کا اجماع بھی سب سے پہلے منکرین ختم نبوت کے کفروارتداد پر ہوا۔ پوری امت کے محدثین و متکلمین، مفسرین وشارحین اور صالحین و عارفین اس عقیدہ مبارکہ کو بیان کرر ہے ہیں۔

تحفظ ختم نبوت کے مشن کے لیے تن، من، دھن کو قربان کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ تمام مؤرخین متفق ہیں کہ نبی رحمت ﷺ کے ظاہر دورمبارک میں جتنے بھی غزوات اور سرایا ہوئے سب میں شہداء کی تعداد 259 ہے جبکہ کافر 759 کی تعداد میں واصل جہنم ہوئے لیکن قربان جاؤں عقیدہ ختم نبوت کی حساسیت وافادیت پر کہ مسیلمہ کذاب مدعی نبوت کے ساتھ میدان یمامہ میں یارغار ومزار تاجدار صداقت حضرت ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے حکم اور سیف اللہ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی قیادت میں حق و باطل کا جو معرکہ بپا ہوا ان میں شہداء اسلام کی تعداد 1200 ہے جن میں تقریباً 700 حفاظ کرام اور قاری قرآن تھے۔

ناظرین وقارئین! عقیدہ ختم نبوت کی افادیت واہمیت پر لکھنا شروع ہو جائیں گے تو دفتر کے دفتر درکار ہیں بتلانا مقصود بس یہ تھا کہ منکرین ختم نبوت کے خلاف مذکورہ معرکۂ کارزار کی ایک جھلک دیکھنے سے فیصلہ کرنے میں دقت نہیں ہوتی کہ صحابہ اکرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہاں ختم نبوت کے عقیدہ عظیمہ کی کس قدر اہمیت تھی خلیفہ اوّل ابوبکرصدیق رضی اللہ عنہ کے الفاظ اس حساسیت کو مزید وثوق بخشتے ہیں کہ اس موقع پر جب چند صحابہ اکرام نے نرمی کی جانب اشارہ کیا تو آپ نے فرمایا:

اَیُنْقُصُ دِیْنٌ وَ اَنَا حَیٌّ

کہ عقیدہ ختم نبوت کے انکار اور بغاوت کی وجہ سے دین کو توڑنے کی کوشش کی جائے اور میں زندہ رہوں یہ کیسے ہوسکتا ہے۔

Marfat.com

قابلِ صد احترام بھائیو!

خالق و مالک نے اپنی لاریب کتاب اور نبی رحمت ﷺ نے فرامین میں صراحت کر دی تھی کہ منکرین ختم نبوت پیدا ہوں گیں۔ ''ثلثون کذابون'' کے الفاظ سے آپ ﷺ نے ان کی تعداد بھی بتائی اور ایک روایت میں عورتوں کی نشاندہی بھی کی۔

حضور جانِ رحمت ﷺ نے جو کہا وہ ہوا اور ہوگا چنانچہ آپ کے زمانہ ظاہری میں ہی اسود عنسی اور مسیلمہ کذاب کی صورت میں یہ سلسلہ شروع ہوا اور پھر چلتے چلتے مسیلمۂ قادیان مرزا قادیانی تک پہنچا۔ زمانے نے دیکھا کہ جب بھی کسی بدحواس شخص نے ایسی ہرزہ سرائی کی تو پوری امت کا ردِعمل وہی ہوا جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ اور آپ کے سپاہیوں کا تھا۔ وہی تسلسل تھا کہ قادیانیوں کے ساتھ بھی مناظرے، مباحثے، مکالمے، مجادلے ہوئے تحفظ ختم نبوت اور رد قادیانیت پر مستقل تصانیف ہوئیں۔ ان مختلف اسباب سے علمائے اسلام اور صالحین امت نے منکرین ختم نبوت کی گھناؤنی سازشوں کے پرخچے اڑا کر رکھ دیئے۔

ختم نبوت امت کا مشترکہ مسئلہ

تحفظ ختم نبوت پوری امت کا مشترکہ مسئلہ ہے۔ یہ کسی مخصوص مسلک اور فرقہ وطبقہ کی بات نہیں بلکہ ساری امت اہل سنت و جماعت ہو یا اہل تشیعہ، دیوبندی ہوں یا غیر مقلد اہل حدیث سب منکرین ختم نبوت، قادیانیوں کو کافر گردانتے ہیں (البتہ مسلک دیوبند واہلحدیث کے اِکّا دُکّا اکابرین کی ایسی عبارات ہیں جو آج تک نزاع کا باعث ہیں) اور کسی قسم کی نرمی ان کے لیے روا نہیں رکھتے۔ یہی وجہ تھی کہ جب مرزا قادیانی نے 1901، 1900ء میں مستقل دعویٰ نبوت و رسالت کیا تو امت نے اپنے باہمی اختلافات اور رنجشوں کو بھلا کر قادیانیت کا اس جوانمردی سے مقابلہ کیا کہ اس فتنے کو چاروں شانے چت کیا اور قادیانیت کی چیخیں نکال دیں جو پوری دنیا میں سنی گئیں۔ 1953ء اور 1974ء کی تحاریک ختم نبوت کے اجلاس، میٹنگز، کانفرنسز اور جماعتوں کی باڈیاں جہاں مندرجہ بالا دعویٰ کا منہ بولتا ثبوت ہیں وہاں اس وقت کے اکابرین کی فہم و فراست اور طائرانہ ذہن کی بھی غماز ہیں۔

Marfat.com

انصاف پسند بات

بلاشک وشبہ جہاں اس مشن کی اہمیت واضح ہے وہاں ہر مکتبہ فکر کے علماء اوران کے وارثین اس فتنہ کی سرکوبی کی مکمل بھاگ ڈور اپنے کھاتے میں ڈالنے لگے راقم پہلے عرض کر چکا کہ ہر مسلک کے علماء نے بہت کچھ کیا بہت لکھا لیکن شاید کچھ تعصب اور دوری کی بناء پر اپنے علاوہ مسالک کی خدمات کونظر انداز کرنا شروع کر دیا۔ ہونا تو یہ چاہیے تھا کہ اپنے مسلک کے بزرگان کی خدمات کے ساتھ ساتھ باقی مسالک کی خدمات کا ذکر بھی کیا جاتا لیکن بدقسمتی سے ایسا نہیں ہوا اور اگر ہوا بھی تو سوکنوں کی طرح آٹے میں نمک کے برابر جبکہ ایک وجہ یہ بھی ہوسکتی ہے کہ مصنف جس مسلک سے تعلق رکھتا ہے اس کا مطالعہ زیادہ اپنے مسلک کے مصنفین کی کتب اور اپنے مسلک کے اکابرین پر جتنا ہوتا ہے اس طرح سے باقی مسالک کی کتب اوران کے اکابرین کی خدمات سے واقفیت نہیں ہوتی بعض جگہ تو ایسا بھی ہوا کہ اس تعصب کا بیڑہ غرق ہو اس کی وجہ سے اپنے مسلک کے علاوہ وہ بزرگ جن کی ردقادیانیت پر خدمات نمایاں تھیں ان کے تانے بانے غلط کتر بیونت کر کے قادیانیوں سے ملانے کی کوشش کی گئی جو سراسر بہت بڑی علمی خیانت ہے۔

فتنۂ قادیانیت کے تدارک پر تمام مسالک کا دعوئ اولیت

عرض خدمت ہے کہ ہر مسلک نے یہ خدمت کا سہرا اپنے سر باندھنے کی اس طرح کوشش کی کہ باقیوں کو بھول گئے۔ چند جھلکیاں ملاحظہ ہوں۔

ڈاکٹر بہاؤالدین نے بالخصوص اہل حدیث مسلک کے اکابرین کی خدمات پر 4 جلدوں میں (جو پاکستان میں شائع ہوئی ہیں شنید ہے کہ ابھی یہ سلسلہ جاری ہے) کتاب ''تحریک ختم نبوت'' ترتیب دی جس کی پہلی جلد کے صفحہ نمبر 142 پر ''بانیانِ تحریک ختم نبوت'' کے عنوان سے سرخی باندھی اور صفحہ نمبر 151 پر لکھا:

''قارئین ہم نے مذکورہ بالا چند حوالہ جات صرف اس غرض سے درج کیے کہ آپ کو یہ معلوم ہو جائے کہ تحریک ختم نبوت شروع کرنے والے کون ہیں؟ غلام احمد کی تصانیف کو کھنگالا جائے تو اس طرح کی بے شمار عبارات اور بھی

Marfat.com

آئیں گی (جو عبارات ڈاکٹر بہاؤالدین نے 142 سے 151 کے درمیان دی ہیں) جن سے یہ بات روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی ہے کہ مرزا کے خلاف تحریک اور اس کے خلاف متفقہ فتویٰ تکفیر کی اولیت و سعادت اہل حدیث اکابرین کو حاصل ہوئی ہے۔ (بہاؤالدین، ڈاکٹر تحریک ختم نبوت، مکتبہ قدوسیہ 2001ء، ج 1: ص: 151)

۱۲ حقیقت یہ ہے کہ تحریک کے ابتدائی اور ارتقائی مراحل میں اہل حدیث علماء کا ہی حصہ سب سے زیادہ ہے اور یہی وہ لوگ ہیں جنہوں نے مرزا غلام احمد کو اُس وقت رنگے ہاتھوں پکڑا جب وہ ختم نبوت کی عمارت میں نقب لگانے کی کوشش کر رہا تھا۔ (بہاؤالدین، ڈاکٹر تحریک ختم نبوت، ج: ۱، ص: ۷)

۱۳ یہ ایک اتفاق ہے جسے تسلیم کیے بغیر چارہ نہیں کہ اہل حدیث علمائے اکرام نے اس تحریک کا آغاز کیا اور عجیب بات یہ کہ پنجاب کے ایک جلیل القدر عالم نے کیا جنہیں مولانا محمد حسین بٹالوی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے۔

(بہاؤالدین، ڈاکٹر تحریک ختم نبوت، ج: 1، ص: 13)

۱۴ مولانا اللہ وسایا صاحب جو علمائے دیوبند سے تعلق رکھتے ہیں اور ختم نبوت و ردقادیانیت پر ان کا بیش بہا لٹریچر موجود ہے اپنی کتاب ''چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ'' کی جلد ۲ اور صفحہ نمبر 254 پر ''سب سے پہلا فتویٰ تکفیر'' کے عنوان سے رقمطراز ہیں۔

الحمدللہ! فتنہ قادیانیت کا استیصال اتنی بڑی سعادت ہے کہ اب ہر مکتب فکر کے اسی فتنہ کے خلاف کام کرنے کی ''اولین'' سعادت حاصل کرنے، اعزاز پانے کے کوشاں ہیں۔ چنانچہ فیصل آباد کے مولانا حبیب الرحمٰن ثانی لدھیانوی نے ''سب پہلے فتویٰ تکفیر'' کے نام سے کتاب شائع کی اور مؤقف اختیار کیا کہ علماء لدھیانہ سب پہلے مرزا قادیانی پر فتویٰ کفر جاری کرنے کی سعادت سے بہرور ہوئے ہیں۔ اہل حدیث مکتب فکر کے ڈاکٹر بہاؤ الدین نے ''تحریک ختم نبوت'' حصہ اول شائع کیا تو انہوں نے یہ سعادت علمائے اہل حدیث کے کھاتہ میں ڈال دی۔

اس عبارت کے بعد مولانا اللہ وسایا صاحب نے چند واقعات نقل کر کے

Marfat.com

''توفیق و تطبیق'' کی سرخی کے تحت لکھا ہے۔

''مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے قبل از وقت نورِ ایمانی سے اکابر دیو بند کو اللہ رب العزت نے اس فتنہ کے خلاف متوجہ فرما دیا۔''

(اللہ وسایا، مولانا، چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ، ج:3،ص:254،255)

(مولانا اللہ وسایا نے مختلف مسالک کی خدمات پر جو تطبیق دی ہے اس پر آئندہ اوراق میں بحث ہوگی)

۵ صادق علی زاہد صاحب (اہلسنت و جماعت) کی کتاب ''تذکرہ مجاہدین ختم نبوت'' میں بطور تقریظ صفحہ نمبر ۳۱ پر لکھا ہے۔

زاہد صاحب نے علمائے اہل سنت کی قادیانیت کے سلسلہ میں کی جانے والی کوششوں کو دونوں کتب (علمائے حق اور رد فتنہ مرزائیت، تذکرہ مجاہدین ختم نبوت) میں ایک لڑی میں پرو کر ثابت کر دیا ہے کہ اس میدان میں علمائے اہل سنت کا نا صرف کام ہے بلکہ اس میدان کے ہراول دستہ کی نمائندگی ہی علمائے اہل سنت کے حصہ میں آئی ہے۔ جس شرح وبسط سے فاضل مؤلف نے اس کتاب کو قلمبند کیا ہے اگر علمائے حق پر زبان طعن دراز کرنے والے اپنے حسد و تعصب سے کنارہ کش ہو کر اس کا مطالعہ کریں تو ضرور انہیں تسلیم کرنا پڑے گا کہ رد قادیانیت کے سلسلہ میں سب سے آگے علمائے اہلسنت ہی رہے ہیں۔ (صادق علی زاہد، تذکرہ مجاہدین ختم نبوت، ص:31)

(vi) مفتی محمد حنیف قریشی (اہلسنت و جماعت) رقمطراز ہیں:

تاریخ گواہ ہے کہ جس وقت باقی مسالک کے علماء ابھی تک مرزا قادیانی کی کتب تک رسائی بھی حاصل نہ کر سکے تھے اس وقت تک علمائے اہلسنت مرزا قادیانی کی بہت ساری خباثتوں کا پردہ چاک کر چکے تھے...... مرزائیت کے خلاف اصل کام تو الحمدللہ اہل سنت و جماعت کے اکابرین نے ہی کیا ہے وہ الگ بات ہے کہ منزل انہیں ملی جو شریک سفر نہ تھے۔ (حنیف قریشی، مفتی، قادیانیت کا پوسٹ مارٹم، ص:125)

(vii) مولانا مشتاق احمد چنیوٹی (مسلک دیوبند) رقمطراز ہیں۔ علمائے دیوبند کو یہ شرف حاصل ہے کہ انہوں نے قادیانی کا علمی و سیاسی محاذ پر اپنے ہم عصر حضرات کی

Marfat.com

بنسبت بہت زیادہ کام کیا ہے۔قادیانیت پر کفر کا فتویٰ بھی منتسبین دارالعلوم دیو بند (علمائے لودھیانہ) نے دیا ہے۔(چنیوٹی، مشتاق احمد، مولانا، تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ، ص:56)

قارئین!

یہ چند جھلکیاں تھیں اس طرح کی اور عبارات ختم نبوت و ردقادیانیت کے موضوع پر اکثر و بیشتر کتب میں آپ کو مل جائیں گیں۔اہل تشیع کی ختم نبوت پر چند کتب احقر کے پاس ہیں جن میں ایسی کوئی عبارت نہیں ملی اگر کسی اور کتاب میں ہو تو کچھ کہا نہیں جا سکتا۔بطور نمونہ از خروارے چند عبارات آپ کے سامنے رکھ کر صرف اتنا مقصود تھا کہ تحفظ ختم نبوت پر کام کا اولین سہرا ہر مسلک کے علماء اپنے اکابرین کے سر رکھتے ہیں۔ آئیں اس بات کو ذرا غور و خوض اور منصفانہ نقطۂ نظر سے بغیر کسی تعصب کے پرکھنے کی کوشش کریں کہ حقیقتاً اولیت کا مستحق کون ہے؟

کس مسلک کے اکابرین نے سب سے پہلے اپنے نور بصیرت سے اس حقیقت سے آگاہی حاصل کی؟ اور اپنے حلقۂ احباب کو ہونے والے فتنہ سے متنبہ کیا۔یوں تو کام سب نے کیا ہے۔

اسی سلسلہ میں عرض ہے کہ اگر احقر آپ کے سامنے مکمل تفصیل کے ساتھ عرض کرنا چاہے تو ایک بہت بڑا ذخیرہ ہے لیکن بندہ آپ کو تھوڑے وقت میں بہت سے حقائق سے آگاہی دینا چاہتا ہے جس مسلک کے مصنف نے بھی اس پر قلم اُٹھایا ہے اس نے اپنے اکابرین میں سے ایک یا دو شخصیات پر ہی زور دیا ہے کہ وہ اس تحریک کی خشت اول بنے باقی لوگ بعد میں ان کے ساتھ شریک ہو گئے اہل حدیث کے مسلک کو لیا جائے تو بانیان تحریک ختم نبوت میں مولانا محمد حسین بٹالوی، نذیر حسین دہلوی اور مولانا ثناء اللہ امرتسری کا نام ملتا ہے اسی طرح مسلک دیو بند کے لٹریچر کا مطالعہ کریں تو سید عطاء اللہ شاہ بخاری اور دیگر کا نام آتا ہے۔جبکہ اہل سنت کے لٹریچر کو دیکھیں تو علامہ غلام دستگیر قصوری، امام احمد رضا بریلوی اور دیگر کے نام دیکھنے کو ملتے ہیں۔عرض کرنے کا مطلب یہ ہے کہ بطور ہراوّل دستہ کے ہر مسلک کے اِکا دکا نام ہی سرفہرست ہیں۔

Marfat.com

معزز دوستو!

اگر یہ جائزہ لینا شروع کر دیا جائے کہ ان مذکورہ شخصیات میں کس نے کب کام کیا فتاویٰ جات کب لکھے گئے۔ شائع کب ہوئے تو اس میں بہت بڑا دریا ہے۔ پھر اس کے مسالک کی آپس میں بہت لے دے بھی ہے فقیر آپ کو کسی جھنجوڑے میں نہیں ڈالنا چاہتا اور نہ ہی کسی مسلک پر اس ختم نبوت کے عظیم کاز کے پیش نظر کیچڑ اچھالنا چاہتا ہے ہاں کچھ حقائق سے پردہ ضرور اٹھانا چاہتا ہے میرا خیال ہے کہ شاید اب میں آپ کو وہاں لے آیا ہوں جہاں اصل بات آپ سے کہی جا سکتی ہے۔

تو آیئے مسلک دیوبند کے دور حاضر میں عقیدہ ختم نبوت پر شاید سب سے زیادہ لٹریچر رکھنے والے مولانا اللہ وسایا صاحب نے اس سلسلہ میں ایک کوشش کی ہے جو بقول ان کے دیانت داری پر مبنی ہے اس کا جائزہ لیتے ہیں۔ جس میں انہوں نے اس مبارک مشن میں سب کو اولیت دینے کی سعی کی ہے۔ پہلے پڑھیے بعد میں احقر اس پر تبصرہ کرے گا۔

مولانا اللہ وسایا نے پہلے اس بات کا ذکر کیا کہ فتنہ قادیانیت کا استیصال اتنی بڑی سعادت ہے کہ اب ہر مکتب فکر کے رفقاء اس فتنہ کے خلاف کام کرنے کی ''اولین' سعادت حاصل کرنے، اعزاز پانے کے لیے کوشاں ہیں۔ اس پہلو سے ایک دو جا اشارہ کر کے لکھتے ہیں۔

میرے ایسے مسکین کے لیے اسی تناؤ میں کچھ عرض کرنا کوئی حیثیت نہیں رکھتا دیانت داری سے ترتیب وار چند واقعات درج کر دینے میں حرج بھی کوئی نہیں۔

۱۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے دعویٰ سے بہت قبل حضرت شاہ عبدالرحیم سہانپوری نے حکیم نورالدین کو کہہ دیا تھا کہ مرزا قادیانی سے بچنا۔ وہ ارتداد والحاد اختیار کرے گا آپ اس کے ساتھی بن جائیں گیں۔

۲۔ حضرت حاجی امداداللہ مہاجر مکی نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی کو بھی مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت سے قبل متوجہ فرمایا۔

۳۔ مرزا غلام احمد قادیانی کی براہین احمدیہ (1881ء سے 1884ء تک) شائع ہوئی اس زمانہ میں مولانا محمد حسین بٹالوی مرزا قادیانی کے وکیل صفائی تھے اور قادیانی کی تائید یا صفائی میں مولانا بٹالوی سے بعض ایسی باتیں بھی ہوئیں جو

Marfat.com

غیر شرعی تھیں۔اس زمانہ (1301ھ مطابق 3881ء) میں مرزا قادیانی لدھیانہ آیا تو مولانا محمد لدھیانوی، مولانا عبداللہ لدھیانوی، مولانا عبدالعزیز لدھیانوی نے مرزا قادیانی کے لتے لیےاور مخالفت پر کمر بستہ ہوگئے۔اس سلسلہ میں فکر مند ہوئے۔ کوشش وکاوش کی۔فتویٰ کے حصول کے لیے کوشش کی۔اس کی تفصیل فتاویٰ قادریہ میں موجود ہے۔یہ فتویٰ جون 1901ء (ربیع الاول 1319ھ) میں شائع ہوا۔

۴۔ مولانا غلام دستگیر قصوری نے صفر 1302ھ (مطابق دسمبر 1883ء) میں مرزا قادیانی کے خلاف ''رجم الشیاطین برالخلوطات البراہین'' مرتب کر کے عرب وعجم کے علماء سے دستخط لیے۔1883ء سے 1887ء تک مولانا غلام دستگیر قصوری نے یہ کام مکمل کرلیا۔اس میں مولانا قصوری نے مولانا بٹالوی کی مرزا قادیانی کی تائید پر سخت تنقید بھی کی۔کتاب مرتب ہونے،فتویٰ آ جانے کے بعد مولانا قصوری مرزا قادیانی کوتوبہ کے لیے مباحثہ، مناظرہ، مباہلہ کے لیے بلاتے اور دعوت اسلام دیتے رہے۔مایوس ہونے پر 1312ھ 1896ء میں کتاب شائع کردی۔

۵۔ مولانا محمد حسین بٹالوی نے جس طرح ابتداء میں مرزا قادیانی کی تائید کی۔1891ء میں مرزا قادیانی کی کتابیں توضیح المرام، فتح اسلام، ازالۂ اوھام کے آ جانے کے بعد کروڑ گنا زیادہ شدت کے ساتھ مرزا قادیانی کی مخالفت کی۔دن رات ایک کر کے مرزا قادیانی کا ایسا تعاقب کیا کہ مرزا قادیانی کو دن کو تارے نظر آنے لگے۔ اسی زمانہ میں ہی مولانا نے فتویٰ مرتبہ کیا اور اسے اپنے رسالہ ''اشاعت السنہ'' میں قسط وار شائع کرنا شروع کردیا۔بعد میں ایک ساتھ بھی شائع ہوا۔

توفیق وتطبیق

اگر واقعات کی ترتیب کو مدنظر رکھا جائے تو بڑی آسانی سے ترتیب وتوفیق وتطبیق قائم ہوسکتی ہے۔اس میں کسی قسم کا تخالف وتعارض نہیں رہے گا۔نیز یہ کہ تمام مکاتب فکر اس سعادت کے حصول میں کسی سے پیچھے نہ رہیں گے۔

ا۔ مرزا غلام احمد قادیانی کے فتنہ سے قبل از وقت نور ایمانی سے اکابر دیوبند کواللہ رب العزت نے اس فتنہ کے خلاف متوجہ فرمادیا۔

Marfat.com

۲۔ علمائے لدھیانہ نے سب سے پہلے مرزا قادیانی کے خلاف 1883ء میں آوازحق بلند کی۔اس کی پوری تفصیل فتاویٰ قادریہ میں مرتب شدہ موجود ہے لیکن یہ فتویٰ 1901ء میں شائع ہوا۔

۳۔ مولانا غلام دستگیر قصوری نے مرزا قادیانی کی کتاب براہین کے ابتدائی حصے دیکھتے ہی ''تحقیقات دستگیریہ''،''رجم الشیاطین'' مرتب کی دسمبر 1883ء میں ہی یہ کتاب مرتب ہوکرامرتسر، لاہور، پٹنہ کے علماء کے دستخط ہو گئے۔1887ء میں حرمین شریفین کے علماء سے فتویٰ حاصل کیا۔گویا یہ سب سے پہلی تحریری جدوجہد یانقش اول اسے قرار دیا جاسکتا ہے۔البتہ یہ تحریر صفر 1312ھ اگست 1893ء میں شائع ہوئی۔

۴۔ اس دوران میں مولانا محمد حسین بٹالوی نے علماء سے فتویٰ لے کر 1891ء میں اپنے رسالہ ''اشاعت السنہ'' میں شائع کرنا شروع کر دیا تھا۔

غرض اس طرح قدرت نے ان تمام حضرات کو فتنہ قادیانیت کے خلاف کمر بستہ کر دیا تھا۔سب سے پہلے فتویٰ حاصل کرنے کی کوشش علماء لدھیانہ کی ہے سب سے پہلے فتویٰ حاصل کرنے میں کامیاب مولانا غلام دستگیر قصوری ہوئے۔سب سے پہلے فتویٰ شائع مولانا محمد حسین بٹالوی کا ہوا۔اپنی طرف سے تمام حضرات کی محبت وبغض سے خالی ہوکر فقیر کی اس وقت تک یہ رائے قائم ہوئی ہے

(اللہ وسایا، مولانا، چمنستان ختم نبوت کے گلہائے رنگارنگ، ص254 تا256)

حقیقت برائے دعویٰ اولیت (مولانا اللہ وسایا)

ارباب عقل ودانش!

مولانا اللہ وسایا نے دیانت داری سے جو چند واقعات درج کیے وہ بھی آپ نے پڑھے اور پھر ان کے درمیان جو تطبیق دی اس کو بھی آپ نے ملاحظہ کیا احقر مولانا اللہ وسایا کی اس کوشش کو جو انہوں نے بقول اپنے خلوص نیت سے کی احترام کرتا ہے۔کم از کم میری نظروں سے اس طرح کی تطبیق پہلی بار گزری ہے۔بلاشبہ تمام مسالک میں سے کسی کو انہوں نے نظر انداز نہیں کیا بحر طور مختلف مسالک کے آپس میں اس اولیت پر

Marfat.com

جھگڑے کو ختم کرنے کی ایک مخلصانہ کوشش ہے۔ ان تمام چیزوں کو مدنظر رکھتے ہوئے مولانا اللہ وسایا صاحب نے جو تطبیق پیش کی ہے احقر اس پر کچھ کہنا چاہتا ہے وہ یہ کہ ان کی دیانت داری کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے میں یہ نہیں کہتا کہ انہوں نے تطبیق کے نمبر ایک میں طرف داری سے کام لیا ہو سکتا ہے اس مسئلہ پر اکابرین اہلسنت خصوصاً صوفیاء عظام اور خانقاہی سجادہ نشینان کے واقعات تک ان کی رسائی نہ ہو بایں معنی کہ ان کے مطالعے میں وہ چیزیں نہ ہوں کیونکہ جس مکتب فکر سے ان کا تعلق ہے ان کا اور صوفیاء اکرام، خانقاہی نظام سے بحر طور ایک بُعد تو ضرور ہے۔

تو آیئے احقر چند انمٹ نقوش آپ کے سامنے رکھنا چاہتا ہے جس کو پڑھنے کے بعد آپ کو فیصلہ کرنے میں دشواری نہیں ہوگی کہ کس مکتب فکر کے اکابرین وصالحین کی اکثریت تھی جنہیں اپنے نور فراست کے پیش نظر خدا تعالیٰ نے بہت پہلے اس فتنہ کے متعلق آگاہی عطا کر دی تھی اگر کسی مکتب فکر کے ایک دو واقعات اس موضوع پر ہوں تو اس سے انکار نہیں ملاحظہ ہو۔

اہل اللہ کے نور فراست کی چند جھلکیاں

۱۔ حضرت سید حسن شاہ قادری بٹالوی کے ملفوظات میں لکھا ہے: حضرت شاہ صاحب کی خدمت میں مرزا غلام مرتضیٰ (مرزا قادیانی کا باپ) اپنے لڑکے ''غلام احمد'' کو لے کر حاضر خدمت ہوا اور حضرت سے نصیحت اور دعاء کی درخواست کی۔ حضرت نے فرمایا کہ مسلک اہل سنت و جماعت سے روابط رکھنا، مرزا غلام مرتضیٰ کے چلے جانے کے بعد آپ نے فرمایا: یہ لڑکا (غلام احمد قادیانی) گمراہی کا راستہ اختیار کرے گا۔

(اللہ وسایا، مولانا، دروس و بیانات ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اکتوبر 2015ء، ص:183)

۲۔ مولانا پیر حسن شاہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی بارگاہ میں مرزا قادیانی ایک روز حاضر ہوا تو حضرت صاحب نے اسے ہدایت فرمائی کہ

''عقیدہ اہلسنت و جماعت پر ثابت قدم رہنا، خواہشات نفسانیہ اور ہوائے شیطانیہ کا غلام نہ بن جانا، جب یہ کلام حافظ عبدالوہاب

Marfat.com

صاحب جو حضرت شاہ صاحب کے شاگرد و مرید اور یونیورسٹی میں عربی کے پروفیسر تھے نے سنا تو عرض کی حضور آپ نے جس طرح ہدایت فرمائی ہے اس کی کیا وجہ ہے؟ ارشاد فرمایا: ”کچھ مدت بعد اس شخص غلام احمد کا دماغ خراب ہو جائے گا۔ اور یہ نبوت کا دعویٰ کرے گا کیونکہ مجھے اللہ تعالیٰ کی عطا سے معلوم ہوا ہے کہ قادیان سے قرن شیطان کا ظہور ہوگا اور وہ نبوت کا دعویٰ کرے گا۔“ اس پیشین گوئی کے ۳۶ سال بعد مسیحیت اور نبوت کا دعویٰ اگل دیا۔“

(طاہر عبدالرزاق، شاعراہ عشق کے مسافر، ص:99)

۳۔ ایک مرتبہ میں نے خواجہ توکل شاہ انبالوی سے عرض کیا کہ میں تو مرزا قادیانی کو جانتا ہوں آپ کے نزدیک وہ شخص کیسا ہے؟ ان دنوں مرزا صاحب کا دعویٰ مجددیت و مہدویت سے متجاوز نہ ہوا تھا خواجہ صاحب نے فرمایا: ”ایک دفعہ میں نے دیکھا کہ میں گویا کوتوال کی حیثیت سے شہر لاہور کا گشت کر رہا ہوں ایک پر مرزا قادیانی کو دیکھا کہ کانٹوں اور گندگی میں پڑا ہے میں نے اس کے ہاتھ کو جنبش دی اور ڈانٹ کر کہا تیرے پاس مجددیت اور مہدویت کا کیا ثبوت ہے؟ وہ بہت اداس اور غم زدہ دکھائی دیتا تھا میرے سوال کا کچھ جواب نہ دے سکا معلوم ہوتا کہ اس نے کوئی عمل کیا تھا مگر پھر کسی بد پرہیزی کی وجہ سے اس عمل سے گر گیا۔“
مولوی محبوب عالم لکھتے ہیں کہ یہ تو میرا اپنا مشاہدہ ہے کہ اس کے اکثر خط حضرت توکل شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آیا کرتے تھے جن کا معمول یہ تھا کہ ”حضور میرے حق میں دعا فرمائیں“ خط کے سنتے ہی خواجہ صاحب کے چہرے پر غصہ کے مارے شکن پڑ جاتے تھے مگر ضبط کر کے خاموش ہو جاتے۔

(دلاوری، ابوالقاسم رفیق، مولانا، رئیس قادیان، ص:2)

۴۔ حضرت خواجہ فقیر محمد چورہ شریف والے اور حضرت بابا جی حضرت خواجہ محمد خان باولی شریف رحمۃ اللہ علیہ سیالکوٹ میں ایک دفعہ تشریف لے گئے۔ سیالکوٹ میں

Marfat.com

وقت مرزا غلام احمد جو بعد میں مرزا غلام احمد قادیانی کے نام سے مشہور ہوا، ایک معمولی کلرک تھا۔حضرت خواجہ فقیر محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ آپ مجھے بیعت کریں۔آپ نے فرمایا: کل آؤ۔کل گیا پھر فرمایا کل آؤ، تیسرے دن گیا آپ نے بابا جی (خواجہ محمد خان عالم) کو فرمایا کہ آپ اسے بیعت فرمالیں آپ نے ان کے حکم کے مطابق بیعت کیا مگر فرمانے لگے ''اس شخص کے سینے میں ایمان کی خوشبو نہیں اس میں بے دینی کی بو آتی ہے یہ آدمی بیعت کے لائق نہیں تھا'' بابا جی نے اسے جب بیعت کے بعد توجہ دی تو مرزا نے قے کر دی۔پھر مرزا کو آپ کے حضور پیش کیا (یعنی خواجہ فقیر محمد چوراہی) فرمایا میں نے تو کوئی فرق نہیں رکھا مگر اس کے اندر رب کا نام نہیں سماتا۔

(نقشبندی، علیم الدین، مفتی: آفتاب مشائخ، سلطانیہ پبلی کیشنز، جہلم، 2014ء، ص:253)

۵۔ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنے عقائد کی تشہیر شروع کی تو آپ (خواجہ اللہ بخش تونسوی) نے اپنی جگہ بیٹھ کر نہایت سختی سے تردید فرمائی اور کوشش کی کہ مسلمانوں کا دینی احساس بیدار ہو جائے تاکہ اس قسم کی گمراہ کن تحریکوں سے متاثرہ نہ ہوں۔حالانکہ ابھی تک مرزا نے نبوت کا دعویٰ نہیں کیا تھا۔(قادری، عبدالحکیم شرف، علامہ، تذکرہ اکابر اہلسنت، ص:72)

۶۔ حضرت خواجہ شاہ سلیمان تونسوی کے جانشین خواجہ اللہ بخش تونسوی کے زمانہ میں مرزا قادیانی نے سر اٹھایا۔آپ نے پورے ملک کے مریدوں کو مراسلے جاری کیے خصوصاً متحدہ پنجاب میں مرزا کی ایسی تردید کی کہ مرزا قادیانی کا گھیرا تنگ کر دیا۔ مرزا قادیانی کی طوفان بدتمیزی کے سامنے آپ نے اپنی جرأت سے ایسا بند تعمیر کیا کہ جس سے پوری ملت اسلامی محفوظ ہو گئی۔یہ بات قابل ذکر ہے کہ جب مرزا قادیانی نے دعویٰ نبوت کیا آپ بیماری کے باعث صاحب فراش تھے مگر یہ منحوس خبر سن کر بستر مرگ سے یوں اُٹھے جیسے سویا ہوا شیر انگڑائی لیتا ہے۔پھر عمر بھر اس فتنہ کی تردید میں نبرد آزما رہے۔ (اللہ وسایا، مولانا، ایمان پرور یادیں، ص:23)

۷۔ عبدہ الحقیر محمد ابوعبدالرحمٰن فقیر غلام دستگیر ہاشمی حنفی قصوری برادران دین اسلام کی خدمت میں اعلام کرتا ہے کہ فقیر ابتدائے 1302ھ مقدسہ سے مرزا غلام احمد قادیانی کو

Marfat.com

دنیا پرست اور دین فروش جانتا ہے۔

(قادری، محمد امین، مفتی، عقیدہ ختم النبوۃ، ج:۱، ص:139-93)

۸۔ قادیان کے قریب ہی ایک گاؤں جسانیاں ہے اس میں ایک قدیم بزرگ سید الدین گیلانی (جسانیاں) کا مزار شریف ہے۔ اس مزار شریف پر ختم نبوت متعلق آیات واحادیث لکھی ہوئی ہیں:

مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ (الاحزاب:40)

اور حدیث پاک

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ...... لَوْ كَانَ بَعْدِیْ نَبِیٌّ لَكَانَ عُمَرَ ابنَ الخَطَّابِ...... الخ

اس سے محسوس ہوتا ہے کہ صاحب مزار پر قادیانی کے پیدا ہونے سے پہلے یہ بات منکشف ہوئی تھی کہ اس علاقہ میں کوئی کذاب نبوت کا دعویٰ کرے گا۔ اس بزرگ نے اس زمانے میں اس کی (پیشگوئی) کے طور پر برملا اظہار کیا۔ چنانچہ اس کے ثبوت کے طور پر ان کی وفات کے بعد ان کے مزار مبارک پر ختم نبوت کے مضمون کی آیات واحادیث کندہ کردی گئیں۔

(اللہ وسایا، مولانا، دروس وبیانات ختم نبوت، عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت، اکتوبر 2015ء، ص:3)

فقیر پُر تقصیر کو اکابرین اہلسنت کے اسی موضوع کی مناسبت حقیقت پر مبنی مکاشفات اور ''پیشگوئیاں'' نامی کتاب ترتیب دینے کی سعادت عطا ہوئی رد قادیانیت کے موضوع میں یہ ایک خوبصورت اضافہ ہے۔ الحمدللہ

۹۔ ردمرزائیت میں پنجاب میں سب سے پہلے آپ (حضرت علامہ غلام قادر بھیروی) نے یہ فتویٰ جاری فرمایا کہ قادیانیوں کے ساتھ مسلمان مرد یا عورت کا نکاح حرام اور ناجائز ہے۔ بعد میں علمائے دین ومفتیان شرح متین نے اس فتویٰ مبارکہ سے استفادہ کرتے ہوئے مرزائیوں سے مناکحت، تزویج کو ناجائز اور ان سے میل جول اور ذبیحہ تک کو حرام قرار دیا۔ نے جو نبوت کا دعویٰ کیا اور حکیم نورالدین نے اس کی تائید کی تو آپ نے حکیم نورالدین کا ناطقہ بنا کیا کہ آپ کی موجودگی میں اسے بھیرہ میں داخل ہونے کی جرأت نہ ہوئی۔

(چنیوٹی، مشتاق احمد، مولانا: تحفظ ختم نبوت کی صد سالہ تاریخ، انٹرنیشنل ختم نبوت موومنٹ، پاکستان 2008، ص8)

۱۶۱۷۶۶

Marfat.com

حق انصاف کا متلاشی

فرزندان ملت اسلامیہ! پہلے عرض کیا جا چکا کہ تمام مسالک کے اکابرین نے اپنی اپنی توفیق کے مطابق خدمات سرانجام دیں۔ انصاف پسند پہلو یہ ہے کہ اپنے اکابرین کو لے کر باقیوں کے بارے نیچا دکھانے کے لیے شدت کی حد تک چلے جانا عقلمندی نہیں جس طرح ''تحریک ختم نبوت'' کے مصنف ڈاکٹر بہاؤالدین جو اہل حدیث مکتب فکر سے تعلق رکھتے ہیں نے ''تحریک ختم نبوت'' حصہ اول کے صفحہ نمبر 242 پر بعنوان ''چیلنج مباہلہ 1896ء'' کے تحت اعلیٰ حضرت گولڑوی، خواجہ اللہ بخش تونسوی، پیر جماعت علی شاہ محدث علی پوری پر بغض وحسد کے ایسے تیر چلائے کہ محسوس ہوتا ہے بلکہ یقین ہو چلا جاتا ہے کہ ڈاکٹر صاحب قادیانی نہیں بلکہ خانقاہی نظام کے ان عظیم سپوتوں کے خلاف لکھ رہے ہیں۔ ڈاکٹر بہاؤالدین بھول گئے کہ ایک طرف امت ہے اور دوسری طرف کفر۔ ہمیں ڈاکٹر بہاؤالدین سے ہرگز ایسی امید نہیں تھی ڈاکٹر بہاؤالدین نے جو بھی حوالے اس میں دیے ہیں وہ ابتداء کے ہیں پھر ایک دو حوالے صرف قادیانیوں کے اخبار ''الفضل'' سے دیے ہیں۔ جبکہ قادیانیوں سے بڑا جھوٹا، خائن اور منحرف کون ہوسکتا ہے جنہوں نے قرآن حکیم کو معاف نہیں کیا۔ خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف کے متعلق وہ آج تک وہی پروپیگنڈہ کر رہے ہیں جو ابتداء سے تعلق رکھتا ہے۔ حالانکہ بعد میں جب آپ پر اس کے عقائد پوری طرح آشکار ہوئے تو یہاں تک مخالفت کی مرزا قادیانی نے اپنے مکفر یا مکذب کی فہرست میں آپ کا نام بھی وضاحت کے ساتھ دیا۔ آیئے پہلے ڈاکٹر بہاؤالدین کا تعارف پڑھ لیجیے تاکہ آپ کو فیصلہ کرنے میں آسانی ہو۔

ڈاکٹر بہاؤالدین کا تعارف

ڈاکٹر بہاؤالدین کا اصل نام ڈاکٹر سلیمان اطہر ہے جو اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور میں استاذ رہے۔ اسلامیات میں پی ایچ ڈی کے لیے ایڈنبرا برطانیہ گئے۔ پی ایچ ڈی کے لیے منتخب کردہ موضوع کا عنوان تھا۔

Marfat.com

"The development of Military intelligence in the career of the prophet at Madina"

مدینہ میں رسول اکرم ﷺ کی پیشہ وارانہ زندگی میں فوجی جاسوسی کا ارتقاء۔

ڈاکٹر سلیمان اطہر نے خبث باطن، بد دیانتی، ملک وملت سے غداری اور رحمت ﷺ کے خلاف ہرزہ سرائی کے ریکارڈ توڑنے میں یہودیوں اور عیسائی مستشرقین کو بھی پیچھے چھوڑ دیا۔ مقالہ میں کیا کچھ تحقیق کی۔ نبی رحمت ﷺ کی ذات والا صفات سے متعلق کیا کچھ کہا اگر بیان کروں تو بہت طوالت میں چلا جاؤں گا دوسری بات یہ کہ جو لکھا گیا میرا قلم اجازت نہیں دیتا کہ میں اپنے آقا ومولا، ملجاء وماویٰ ﷺ سے متعلق توہین آمیز عبارات کو دوبارہ درج کروں یہ بدنصیبی ڈاکٹر سلیمان اطہر کا مقدر ہے۔

مقالہ لکھا گیا تو ڈاکٹر سلیمان اطہر پر توہین رسالت کیس دائر ہوا جس کے نتیجہ میں وہ باہر چلا گیا اور اور اپنا نام بدل کر ڈاکٹر بہاؤ الدین رکھ لیا۔ نام بدل کر کام شروع کیا ''تحریک ختم نبوت'' کے نام سے ۶۰ کے قریب جلدیں مرتب کیں جو سنا ہے انڈیا میں چھپ چکی ہیں بحرحال پاکستان میں ابھی ۳۳ کے قریب شائع ہوئی ہیں۔ کاز بڑا متبرک لیکن اندر کا چور نہ نکل سکا۔ مقالہ میں رحمت عالم ﷺ پر طعن وتشنیع کے تیر برسائے (معاذ اللہ) اس کتاب میں غلامان مصطفیٰ ﷺ پر کیچڑ اچھالا جو ''آسمان پر تھوکا منہ پر آیا کا مصداق ہے۔ قسم بخدا میں سوچ رہا تھا کہ ختم نبوت پر کام کرنے والا شخص اعلیٰ حضرت گولڑوی اور سید جماعت علی شاہ محدث علی پوری کے خلاف کیسے لکھ رہا ہے جو اس مسئلہ پر مسلمہ شخصیات ہیں۔ راز بعد میں کھلا کہ ڈاکٹر صاحب کے قلم سے تو سرکار دو عالم ﷺ کی ہستی محفوظ نہ رہ سکی تو اولیاء کی وقعت کیا ہوگی۔ جو صاحب مزید تحقیق کرنا چاہیے اور ہمارے دیئے ہوئے تعارف پر تشفی کرنا چاہے اور دیکھنا چاہے کہ اس مقالہ میں کیا بکواس کی گئی ہے وہ ماہنامہ ''بینات'' کراچی، اگست 1986ء کا مطالعہ کرے مزید یہ کہ زیر نظر مقالہ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور کی لائبریری میں موجود ہے۔ تحقیق کی جاسکتی ہے۔

Marfat.com

فقیر پر تقصیر محب الفقراء فاروقی ڈاکٹر بہاؤالدین سے عرض گزار ہے کہ جناب آپ جو بھی لکھیں، جو بھی کریں ان مقربین بارگاہ مصطفیٰ کریم ﷺ کی محبتیں آپ اور آپ کی ٹیم کسی صورت میں امت کے دلوں سے نہیں نکال سکتیں۔ آپ کے آباؤ اجداد نے بھی بہت کوششیں کیں لیکن سوائے محرومی، بے بسی کے کچھ ہاتھ نہ آیا۔ سید کفایت علی کافی شہید رحمۃ اللہ علیہ نے کیا خوب کہا ہے۔

نام شاہان جہاں مٹ جائیں گے لیکن یہاں
حشر تک نام و نشانِ پنجتن رہ جائے گا۔

ڈاکٹر بہاؤالدین کی اعلیٰ حضرت گولڑوی پر تنقید اور اس کا مرحلہ وار جائزہ

ڈاکٹر بہاؤالدین: ڈاکٹر بہاؤالدین اعلیٰ حضرت گولڑوی نوّر اللہ مرقدہ کے بارے لکھتے ہیں ملفوظات طیبات میں درج ہے کہ حضرت قبلہ قدس سرہ نے فرمایا کہ عالم رؤیا میں حضور اکرم ﷺ نے مجھے مرزا قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ (بحوالہ مہر منیر، ص: 203)

یعنی حضور رسالتمآب کو خود اس معاملہ میں مداخلت کرنا پڑی جس کے نتیجے میں یعنی حضور نبی کریم ﷺ سے عالم رؤیا میں حکم ملنے کے بعد پیر مہر علی شاہ تو کاروان تحفظ ختم نبوت میں شامل ہو گئے اور انہوں نے تحریری و تقریری محاذ پر قابل قدر خدمات شروع کر دیں۔ (بہاؤالدین، ڈاکٹر، تحریک ختم نبوت، ج 1، ص 249)

فاروقی: **اوّلاً:** عرض ہے کہ نبی رحمت ﷺ نے پوری دنیا بالخصوص برصغیر میں اگر انتخاب فرمایا تو اعلیٰ حضرت گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کا یہ انتخاب بتا رہا ہے کہ پیر صاحب کو سرکار ﷺ سے کس قدر قربت کی نسبت حاصل تھی اور پیر صاحب پر حضور ختمی مرتب کی نگاہ کس قدر تھی۔ اس بات کا ذکر ڈاکٹر صاحب نے خود کیا۔

ثانیاً: مباہلہ کا جو چیلنج لاہور رکھا گیا اس سے قبل بہت سے مناظروں اور مباہلوں کے چیلنج ہو چکے تھے اور اس مذکورہ مباہلہ میں بھی مرزا قادیانی نے 80 کے قریب علماء و مشائخ کے نام دیئے تھے۔ لیکن ہر خاص و عام جانتا ہے کہ جو مقبولیت اس چیلنج کے حوالے سے

Marfat.com

بالخصوص پیر صاحب کو حاصل ہوئی وہ کسی اور کے حصے میں نہ آ سکی تو چیلنج کی یہ مقبولیت ہی اعلیٰ حضرت گولڑوی کے مقام خاص کی روشن دلیل ہے۔

ثالثاً: یہ نگاہ مصطفیٰ ﷺ کی برکت تھی کہ اس چیلنج میں تمام مکاتب فکر کے علماء اور دانشوران امت اعلیٰ حضرت گولڑوی کی قیادت میں بادشاہی مسجد جمع ہوئے جس پر بادشاہی مسجد کی وہ کانفرنس جو مرزے کے نہ آنے کی وجہ سے ہوئی اس پر شاہد وعادل ہے۔

رابعاً: آج بھی ردقادیانیت پر عوام الناس میں جب گفتگو ہو تو سرفہرست اعلیٰ حضرت گولڑوی کا نام نامی آتا ہے یہ اللہ رسول کے ہاں مقبولیت نہیں تو اور کیا ہے۔ نقارۂ خلق نقارۂ خداست

کیوں کہ اقبال نے کہا۔

رنگ ہو یا خشت و سنگ، چنگ ہو یا حرف وصوت
معجزۂ فن کی ہے خون جگر سے نمود

یہ تمام چیزیں اعلیٰ حضرت گولڑوی نورّ اللہ مرقدہ کے اخلاص، للّٰہیت اور محبت وعشق رسول کی غماز ہیں۔ انہیں مذکورہ چیزوں کی روشنی میں آپ کے اس شُبہ کا جواب بھی پنہاں ہے کہ سرکار دو عالم ﷺ کے حکم سے پہلے پیر صاحب کیوں نہ میدان میں اُترے۔ ڈاکٹر صاحب کے اس اعتراض کا جواب خود اعلیٰ حضرت گولڑوی اپنی کتابوں کی ابتداء میں دے چکے۔ جن کا ذکر ڈاکٹر صاحب نے خود کیا۔ ملاحظہ ہو۔ شمس الہدایۃ کی وجہ تالیف میں فرمایا۔

> میری توجہ ان حقائق و معارف کی طرف دلائی گئی تھی جو تالیفات (مرزا) مثل ''ازالہ اوہام''، ''دافع الوساوس'' اور ''ایام صلح'' میں مندرج ہیں، مگر میں علمائے اکرام کے ان کولعن وطعن سے بدیں وجہ روکتا رہا کہ خلاف شعائر اسلام شمار ہے۔ لیکن اب نوبت یہاں تک آ پہنچی ہے کہ ہر محفل میں اظہارِ حقیقت عقیدۂ مرزائیہ اور تکذیب وتجہیل بلکہ تکفیر علماء اکرام جن کا اعتقاد مطابق سلف کے تھا ہونے لگی ہے جس کے سننے کی برداشت مجھ میں نہیں اور عقیدہ حقہ کا

Marfat.com

''یومافیوما'' اضمحلال بھی گوارا نہیں لہٰذا یہ چند مضامین حسب رائے

ناقص لکھے۔ (تحریک ختم نبوت، ج:1،ص:249، بحوالہ مہر منیر،ص:523)

اِس ہیچمدان خوشہ چین علمائے کرام کو مطابق قول اَلسَّلَامَةُ فِی الْوَحْدَةِ گوشہ نشینی پسند رہی ہے۔ تصنیف و تالیف کا شوق نہیں کیونکہ یہ امور یا تو بغرض شہرت و نام آوری یا بغرض حصول دولت کیے جاتے ہیں۔ سو اس خاکسار کو ان دونوں امور سے نفرت ہے۔ آج کل کے ابنائے زمان ان کمالات کو پسند کرتے ہیں جو منجملہ تعلیمات یورپ کے ہیں اور جن سے یہ عاجز ناواقف ہے اور اس طرزِ قدیم سے جس پر زمانہ سلف کے بزرگانِ دین تصنیف و تالیف کرتے آئے ہیں، اور جس سے اس ہیچمدان کو قدرے موانست ہے، کوئی لگاؤ نہیں رکھتے، باجود ان موانعات کے چند احباب کے اصرار پر رسالہ ''شمس الہدایہ'' لکھا گیا تھا۔ جس سے مراد نہ تو طلب شہرت تھی اور نہ حصول دولت بلکہ اصل غرض یہ تھی کہ اعلاء کلمۃ الحق میں کوتاہی نہ ہو اور قیامت میں بازپرس سے بچ جاؤ اور اگر ان اوراق کی تصنیف سے گم کردہ راہ، رَوبراہ آجائیں یا متزلزل الاعتقاد گمراہ ہونے سے بچ جائیں تو عنداللہ مستحق ثواب ٹھہروں۔ (سید پیر مہر علی شاہ، سیف چشتیائی، دیباچہ)

جب پیر صاحب نے خود وجہ بیان فرمادی تو پھر اس کو ایشو بنا کر اپنی قطبیت ثابت کرنا کہاں کا انصاف ہے اور کیا جواز ہے کہ اعلیٰ حضرت گولڑوی کو نشانہ حسد و بغض بنایا جائے۔ وہ خود فرما رہے ہیں فقیر نام و نمود سے کوسوں دور ہے۔ آپ تو اس شعر کے مصداق ہیں۔

مجھے خاک میں ملا کر، میری خاک بھی اڑا دے
تیرے نام پہ مٹا ہوں مجھے کیا غرض نشاں سے

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا نے کیا خوب فرمایا:

بے نشانوں کا نشاں مٹتا نہیں
مٹتے مٹتے نام ہو ہی جائے گا۔

اعلیٰ گولڑوی کا پھر ایسا نام ہوا کہ اب قیامت تک کوئی آپ کے نام کو مٹانے والا نہیں۔

ڈاکٹر بہاؤالدین: ڈاکٹر بہاؤالدین لکھتے ہیں کہ پیر صاحب لاہور والے مناظرے

Marfat.com

میں از خود تشریف نہیں لائے علماء کی تاکید پر اور وہ بھی علماء اہلحدیث کے کہنے پر، پیر صاحب کو اس موقع پر اس لیے سامنے نہیں کیا گیا تھا کہ وہ باقی لوگوں سے سینئر تھے یا دوسروں سے بڑے عالم تھے، یا عمر میں سب سے زیادہ تھے یا ان کی خدمات سب سے زیادہ تھیں بلکہ ان کو آگے کرنے کا مقصد یہ تھا کہ پیر صاحب کے وجود سے دوسرے پیروں کو بتایا جائے کہ امت پر کٹھن وقت ہے اور حجروں اور خانقاہوں سے نقل کر تحریک میں کام کرنے کی ضرورت ہے اور عوام کو بتایا جائے کہ مرزا غلام احمد سے صرف مولویوں کو ہی اختلاف نہیں ہے بلکہ پیر اور صوفی بھی اس کے عقائد سے متفق نہیں ہیں۔

(بہاؤالدین، ڈاکٹر، تحریک ختم نبوت، حصہ دوم، ص:150)

فاروقی: قارئین!

ڈاکٹر بہاؤالدین کی تحریر کی پہلی دو تین لائنوں کو غور سے پڑھیں کہ حضرت کیا تاثر دینے کی ناکام جسارت کر رہے ہیں۔ فقیر عرض گزار ہے کہ پیر صاحب گولڑہ کو کسی نے کیا نکالنا تھا وہ تو نبی رحمت ﷺ کی رہنمائی سے خود لاہور تشریف لائے۔ اگر فقیر آپ کے سامنے وہ سب خطوط رکھے جو اس مسئلہ لاہور پر مرزا قادیانی اور اعلیٰ حضرت گولڑوی کے درمیان ہوئے تو بات طول پکڑ جائے گی۔ بس اس مسئلہ پر ڈاکٹر بہاؤالدین کی کتاب سے ہی میں آپ کے سامنے ایک حوالہ پیش کرتا ہوں فیصلہ آپ خود فرمائیں اور ڈاکٹر صاحب بھی اپنی اداؤں پر غور کریں۔

> ''جن دنوں میں مرزا غلام احمد قادیانی نے بظاہر تحقیق حق کی غرض سے اشتہارات کے ذریعہ دعوت دی اور میں اسے قبول کرنے کا ارادہ کر رہا تھا۔ مجھے اس نعمت عظمیٰ کا شرف حاصل ہوا۔ میں اپنے حجرہ میں بحالت بیداری آنکھیں بند کیے تنہا بیٹھا ہوا تھا کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا کہ قعدہ کی حالت میں جلوس فرما ہیں اور یہ عاصی بھی چار بالشت کے فاصلے پر اسی حالت میں باادب تمام شیخ کی خدمت میں مرید کی بالمقابل بیٹھا ہے اور غلام احمد ا

Marfat.com

جگہ سے دور مشرق کی طرف منہ کیے اور حضور اکرم ﷺ کی طرف
پشت کیے بیٹھا ہے۔اس رؤیت کے بعد میں بمعہ احباب لاہور
پہنچا۔لیکن مرزا اپنے تاکیدی وعدہ سے پھر گیا اور لاہور نہ آیا۔

(بہاؤالدین، ڈاکٹر تحریک ختم نبوت، حصہ دوم، ص:353)

ڈاکٹر صاحب سے گزارش ہے کہ کسی بھی مصنف اور خصوصاً تاریخ دان کو اتنی حد تک نہیں چلے جانا چاہیے بغض وحسد اور کینہ میں کہ حقائق کو ہی مستور کرنا شروع کردے جب آپ خود حوالہ دے رہے ہیں کہ اعلیٰ حضرت گولڑوی اپنے نانا کریم ﷺ کی رہنمائی سے لاہور آئے تو علمائے اہلحدیث کون ہیں لاہور لانے والے؟ آپ نے معاذ اللہ اہلحدیث علماء کے وعدہ کو سرکار دو عالم حضور ختمی مرتبت ﷺ کے فرمان اور آپ کی دستگیری پر بھی فوقیت دے دی۔ (العیاذ باللہ)

ڈاکٹر بہاؤالدین: اور جہاں تک بحث مباحثہ کی بات ہے تو خانپوری علماء نے پیر صاحب کو کہہ رکھا تھا کہ آپ لاہور چلیں۔ مباحثے کی فکر نہ کریں، ضرورت پڑے گی تو مباحثہ ہم کریں گے اور شاید یہی وجہ ہے کہ لاہور میں جو جلسہ ہوا تھا اس میں پیر صاحب نے کوئی تقریر نہیں فرمائی۔اس جلسے کا آغاز ایک اہل حدیث عالم مولانا محمد علی بھوپڑوی کی تقریر سے ہوا تھا اور اس میں جو مفصل تقاریر ہوئیں (اور جو حقیقتاً جلسہ کا حاصل تھیں) وہ امام عبدالجبار غزنوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا ثناء اللہ امرتسری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمائی تھیں۔ پیر صاحب نے تو اختتام جلسہ پر بس دعا ہی کروائی تھی اور اس جلسے میں ان کا حصہ اسی قدر تھا، اس سے زائد جو کچھ بیان کیا جاتا ہے وہ عقیدت کے پھول ہیں۔ (بہاؤالدین، ڈاکٹر تحریک ختم نبوت، ص150، حصہ دوم)

فاروقی: استغفر اللہ! یعنی پیر صاحب بحث ومباحثہ سے ڈر رہے تھے۔ اس لیے لاہور نہیں آرہے تھے۔ ڈاکٹر صاحب کو علم ہونا چاہیے کہ پیر صاحب کو جہاں اللہ رب العزت نے بے پناہ اوصاف سے متصف کیا ہوا تھا وہاں آپ میدان مناظرہ کے بھی شہسوار تھے۔ طوالت سے بچتے ہوئے آپ کی کتاب سے ہی ایک ریفرنس پیش کرتا ہوں ملاحظہ ہو۔

اہل حدیث حضرات سے بھی پیر صاحب کے معرکے ہوتے رہے اور خاص طور پر خانپوری علماء سے تحریری مباحثے چلتے رہے جیسا کہ لکھا ہے جن لوگوں نے حضرت قبلہ عالم کی تصنیف سیف چشتیائی کا مطالعہ کیا ہے وہ جانتے ہیں کہ اس میں محمد بن عبدالوہاب نجدی پر تنقید

Marfat.com

کی گئی ہے۔اس سے اہل حدیث کے ایک گروہ نے ناراض ہوکر مناظرانہ مباحث کی بنا ڈالی اور 1325ھ یعنی 9/1908ء میں راولپنڈی کے ایک مولوی عبدالاحد خانپوری کو سامنے رہ کر حضرت قبلہ عالم پر دس علمی سوالات شائع کیے۔ چنانچہ حضرت نے اپنی تصنیف فتوحات صمدیہ میں ان دس سوالوں کے جواب باصواب دے کران پر بارہ سوالات شائع کر کے یہ پیش گوئی بھی فرمادی کہ وہ لوگ ان کے جواب نہیں دے سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔آج نصف صدی ہونے کو آئی مگراس جماعت کی طرف سے کسی ایک سوال کا بھی جواب نہیں دیا جاسکا۔(مہر منیر)

جواب نہ دے سکنے کی وجہ یہ بتائی گئی ہے کہ پیر صاحب نے فرمایا تھا کہ ان سوالات کا تعلق بنی فاطمہ کے صدری علوم سے ہے اوران کے جواب دینے کے لیے جواب دینے والے کا علوم رسمیہ پر مکمل عبور رکھنے کے ساتھ سید بنی فاطمہ ہونا بھی اشد ضروری ہے۔ (مہر منیر) ہمیں بنی فاطمہ کے صدری علوم کے بارے میں کچھ بھی معلوم نہیں ہے تاہم اس تحریر میں جس تحریری نوک جھوک کی طرف اشارہ کیا گیا ہے،اس کی قدرے تفصیل ہم کسی اورنشست میں بیان کریں گے ان شاءاللہ (بہاؤالدین،ڈاکٹر،تحریک ختم نبوت،حصہ دوم،ص:354)

جس کا دور دور تک روحانیت اور خانقاہی نظام سے تعلق نہ ہو وہ ان سوالات کا جواب دے بھی کیسے سکتا ہے اس لیے کہ سیدہ فاطمہ علیہ السلام کے شہزادے کے کیے سوالات ہیں۔جس کا اعتراف خود ڈاکٹر صاحب کر چکے ہیں۔

ڈاکٹر بہاؤالدین کی تسلی کے لیے فقیر اُن علوم کا ذکر کرتا ہے جن پر اعلیٰ حضرت گولڑوی کو ملکہ حاصل تھا پھران کتابوں کا ذکر ہوگا جن کو پیر صاحب نے اپنے مطالعہ میں رکھا۔ڈاکٹر بہاؤالدین اوران کی پوری ٹیم کو اُن علوم اور کثیر کتب کی ہوا بھی نہیں لگی ہوگی اور بات کرتے ہیں اپنے علماء کی سپورٹ کی؟ آیئے ایک نظر پڑھیں اور فیصلہ کریں۔

جامع العلوم: پیر صاحب علوم متداولہ کے مسلم الثبوت فاضل تھے۔مثلاً صرف،نحو، ادب،کلام،منطق،فلسفہ،فقہ،اصول فقہ،اصولِ حدیث،اسماء الرّجال،تفسیر،تصوّف اور ایسے ہی تمام علوم رسمیہ وکسبیہ کے عالم تو تھے ہی ساتھ ہی ان فنون کے عالم بھی تھے جو علماء کرام کی نگاہوں سے پوشیدہ ہوتے ہیں۔اوران میں سے بعض کا ذکر آپ نے ''فتوحات الصمدیہ'' کے دیباچہ میں کیا ہے۔ مثلاً اقلیدس،علم الحروف علم ہیئت،علم

Marfat.com

افلاک، علم ریاضی، علم سمع الکیان، علم البیطرہ، علم البذور، علم السماء، علم العالم، علم الحیوان، علم النفس، علم الطب، علم الفلاحہ، علم التعبیر، علم السیمیا، علم الکیمیا، علم الریمیا، علم الھیمیا، علم الفراست، علم احکام النجوم، علم الہندسہ، علم الاکر، علم المخروطات، علم الھیئۃ الصغری، علم المجسطی، علم الزیج، علم التقویم، علم ارثماطیقی، علم قرسطون، علم اسطرلاب، علم الرمل، علم الوفق، علم الجفر، علم الوجود، علم العلۃ والمعلول، علم قاطیغوریاس، علم العقول العشرہ، علم حکمۃ الاشراق، علم حکمۃ المشائین، علم المعاد، علم الدعوات، ان علوم کے علاوہ کئی صدری علم آپ کے سینہ فیض گنجینہ میں موجود تھے۔ آپ ''فصوص الحکم'' کے ایک جملہ اَدُجَدَ الْعَالَمَ کُلَّہٗ کی پانچ روز تک تشریح وتوضیح کرتے رہے۔ اسی طرح ایک دفعہ آپ نے سامعین سے فرمایا کہ اگر میں علم الحروف کے خواص تفصیلاً تمہیں بتادوں تو تم لوگ سب علوم چھوڑ کر کلی طور پر اس کی طرف متوجہ ہو جاؤ۔

وسعتِ مطالعہ: پیر صاحب نے ضرورت زمانہ کے پیش نظر تصنیف وتالیف کی طرف بھی توجہ فرمائی اور قارئین کی سہولت کے لیے ان میں کتابوں کے حوالے بھی دیئے۔ یہ تو حقیقت ہے کہ تصنیف وتالیف میں ان ہی کتابوں کے حوالہ پر اکتفاء کیا جاتا ہے جو موضوع کے اعتبار سے ضروری ہوتا ہے۔ اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں لیا جاسکتا کہ مصنف یا مؤلف نے صرف ان ہی کتابوں کا مطالعہ کیا ہے۔ اس وضاحت کے بعد ان کتابوں کو فہرست پیش خدمت ہے جو پیر صاحب نے اپنی کتابوں میں بطور حوالہ پیش کی ہیں۔ اس سے پیر صاحب کی وسعت مطالعہ کا معمولی سا اندازہ ہوسکتا ہے اور تقریباً ہر موضوع کی امہات کتب ان میں آ گئی ہیں۔

قارئین کی سہولت کے لیے موضوعاتی لحاظ سے فہرست ترتیب دی گئی ہے۔ ملاحظہ کیجیے۔

قرآن حکیم، تورات، انجیل، تفسیر ابن عباس، تفسیر ابن جریر، تفسیر ابوسعود، تفسیر کشاف، تفسیر مدارک، تفسیر خازن، تفسیر بغوی، تفسیر بیضاوی، شہاب علی البیضاوی، سیالکوٹی علی البیضاوی، تفسیر احکام القرآن للقرطبی، تفسیر ابن عربی، تفسیر ابن کثیر، تفسیر کبیر لرازی، تفسیر تبصیر الرحمٰن، تفسیر نیشاپوری، تفسیر روح المعانی، تفسیر جلالین، جمل علی

Marfat.com

الجلالین، تفسیر روح البیان، تفسیر در منثور، تفسیر فتح البیان، تفسیر فیض القدیر، تفسیرات احمدی، تفسیر حسینی، تفسیر مظہری، تفسیر عزیزی، تفسیر رحمانی، تفسیر سورۂ یوسف، فتح الرحمٰن، الاتقان فی علوم القرآن، الفوز الکبیر فی اصول التفسیر۔

صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، سنن ابو داؤد، سنن نسائی، سنن ابن ماجہ، سنن بیہقی، سنن دارقطنی، مسند طبرانی، مسند امام احمد، مسند دارمی، مسند ابو یعلی، مسند ابن ابی شیبہ، مسند بزار، مستدرک للحاکم، مصنف عبدالرزاق، مؤطا امام مالک، موطا امام محمد، شرح معانی الآثار، مشکوٰۃ المصابیح، مرقاۃ شرح مشکوٰۃ، اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ، طیبی شرح مشکوٰۃ، فتح الباری شرح بخاری، عمدۃ القاری شرح بخاری، ارشاد الساری شرح بخاری، کرمانی شرح بخاری، نووی شرح مسلم، احوذی شرح ترمذی، مرقاۃ الصعود شرح ابو داؤد، کنزل العمال، مقاصد الحسنہ، حصن حصین، علوم الحدیث، تدریب الراوی، شرح نخبۃ الفکر، القول المستحسن فی شرح فخر الحسن، موضوعات الکبریٰ، تذکرۃ الموضاعات، کتاب الاعلام، کتاب الثقات، تذکرۃ الحفاظ، میزان الاعتدال، لسان المیزان، لآ لی مصنوعہ، تہذیب الکمال، تہذیب التہذیب، خلاصۃ التہذیب، اکمال فی اسماء الرجال، نوادر الاصول، جامع الاصول، النہل الراوی۔

....

مالا بدمنہ، خلاصہ کیدانی، منیۃ المصلی، صغیری شرح المصلی، کبیری شرح منیۃ المصلی، شرح وقایہ، ہدایہ، فتح القدیر، خلاصہ فقہ اکبر، شرح فقہ اکبر، بحر الرائق، منحۃ الحقائق، عینی شرح کنز الدقائق، طحطاوی، فتح المعین شرح ملا مسکین، البحر المحیط، حاشیہ البحر لرملی، صید المنیہ، نہایہ، عنایہ، نقایہ، الوہبانیہ علی صید المنیہ، حاشیہ وقایہ فناری، درمختار، رد المختار، الدرر شرح الغرر، خزانۃ الروایات، ذخیرہ، البدائع الصنائع، برجندی شرح مختصر الوقایہ، بحر المعانی، سبیل النجاح الی تحصیل الفلاح، الاشباہ النظائر، ملتقی، جامع الصغیر، شرح جامع الصغیر غایۃ البیان، تحفۃ الفقہاء، حاشیہ رستغنی، حاشیہ شمنی، بدور سافرہ، حاشیہ بدور سافرہ، رسالہ نذر الشیخ رفیع الدین، انہار المفاخرہ، مواہب الرحمٰن، برہان

Marfat.com

شرح مواہب الرحمٰن، مراقی الفلاح، المدخل، الجواہرالمنظم، مناسک المشاہد، وجیز ملا عابد سندھی، فتح العزیز شرح الوجیز، جامع الرموز، میزان الشریعۃ، وصیت نامہ مولانا عبداللہ گجراتی، تقریرات امام رافعی المغنی ابن قدامہ، فواتح الرحموت شرح مسلم الثبوت، فوائد برہانی، فتح المنان فی تائید مذہب النعمان، حافظیہ، مبسوط سرخسی، فتاویٰ عالمگیری، فتاویٰ غیاثیہ، فتاویٰ تارتارخانیہ، فتاویٰ قاضی خان، فتاویٰ ظہیریہ، فتاویٰ بزازیہ، فتاویٰ حامدیہ، فتاویٰ سراجیہ، فتاویٰ قہستانی، فتاویٰ مغربیہ، فتاویٰ سمرقند، فتاویٰ خیریہ، جامع الفتاویٰ، فتاویٰ عزیزیہ، فتاویٰ مولوی مبین لکھنوی، فتاویٰ صغریٰ، القول البدیع، البیان والانتصار، عمدۃ الاصول، شرح منہج، مصباح الظلام، دررالسحبان، تلخیص ابن حجر، فتح المغیث، منہاج العلوی، جواب فصیح خیر الدین آفندی، روضۃ الندیہ لصغانی، العقیدۃ الوضیہ، نبراس، شرح عقائد، شرح مواقف، حجۃ اللہ البالغہ، شرح السنہ، نظم الدرر، توضیح الدلائل، الباعث الحثیث، القول المسدد، درّاسات اللبیب، اتحاف النبلاء، ذخیرہ المال، ریاض النضرہ، کنز العباد، جامع الفصولین، کتاب التوضیح، فواکہ دوانی، میزان الکبریٰ لشعرانی، مجموعہ فوائد لشوکانی۔

....

لسان العرب، تاج العروس، قاموس، مجمع بحار الانوار، تہذیب الاسماء واللغات، مقامات حریری، مقامات بدیع، دیوان حماسہ، دیوان حسان بن ثابت، دیوان ابوالطفیل واثلہ، دیوان فرزدق، قصیدہ بردہ، قصیدہ غوثیہ، دیوان ابن الفارض، امکنۃ البدیعات، نحومیر، ہدایت النحو، کافیہ، فوائد ضیائیہ المعروف شرح جامی، رضی شرح کافیہ، شافیہ، جار بردی شرح شافیہ، نظامیہ شرح شافیہ، فصول اکبری، متن متین، تکملہ عبدالغفور، اعلام اللغۃ والنحو، جمع الجوامع، مطول، دسوقی، کتاب ابن سنی، حاشیہ صبان مصری، النشر فی قرأۃ العشر، التمہید فی علم التجوید، المقدمۃ المنظومہ فی علم القرأت، وشاح، شرح ابوسہیل، حاشیہ ابوذکریا۔

....

Marfat.com

فتوح الغیب، شرح فتوح الغیب، فصوص الحکم، قاشانی شرح فصوص الحکم، فتوحات مکیہ، شجرۃ الکون، احیاء العلوم، عوارف المعارف، مکتوبات بابا فرید، کبریت احمر، مسبعات عشر، مکتوبات قدسیہ، مکتوبات مجدد، مکتوبات مدنی، مکتوبات پانی پتی، صحائف السلوک، سراج السالکین، فیوض الحرمین، جوامع، ہمعات الانتباہ فی سلاسل الاولیاء، نغمات القرب والصال، کلمۃ الحق، انوار الرحمٰن، اقتباس الانوار، نظام القلوب، مزرع الحسنات شرح دلائل الخیرات، انوار قادریہ، خصائص ابن سبع، دلائل النبوت، کفایۃ المعتقدین، کتاب المروج الغزالی، القول الجمیل، حجۃ الکرامہ، خصائص کبری، تاریخ کبیر، تاریخ کبیر بخاری، تاریخ کبیر ذہبی، تاریخ کامل، المختصر فی اخبار البشر لابی الفداء، شمس التواریخ، الملل والنحل شہرستانی، طبقات ابن سعد، تاریخ الخلفاء، اسد الغابہ، الاصابہ فی معرفۃ الصحابہ، مدارج النبوۃ، نغمات المحبوب، مواہب لدنیہ، زرقانی شرح مواہب، شفاء السقام، شرح شفاء لملا علی قاری، صواعق محرقہ، کتاب الانساب، الیواقت والجواہر، مراۃ الجنان، مناقب ابوحنیفہ، اخبار الاخیار، تذکرۃ اولیاء لعطار، تذکرہ اولیاء دارا شکوہ، تذکرہ مخدوم جہانیاں جہاں گشت، تاریخ ابونعیم، نہج البلاغہ، استعیاب۔

....

کشف الحجاب عن ضلالات عبدالوہاب، احقاق الحق، بوارق محمدیہ، تصحیح المسائل، منہاج السنہ، معید الایمان، نور الایمان، عمل المقبول فی زیارۃ الرسول، خلاصۃ الوفاء، دلائل واضحات، الرعایۃ الکبری، عمدۃ المحسنین، درۃ الدرانی، کشف العطاء، الوسیلۃ الجلیلہ۔

....

کریما سعدی، پندنامہ فرید الدین عطار، گلستان، بوستان، مثنوی معنوی، دیوان حافظ، زلیخا جامی، تحفۃ الاحرار جامی، دیوان تبریزی، دیوان نعمت اللہ ولی، دیوان بیدل، دیوان اسیری، دیوان نیاز بریلوی، دیوان دبیر لکھنوی، دیوان علی حیدر۔

(محمد امین قادری، مفتی، عقیدہ ختم النبوۃ، ج3، ص522)

Marfat.com

ڈاکٹر بہاؤالدین: پیر صاحب کی لاہور میں تشریف آوری ایک بریلوی کی حیثیت سے بھی نہ تھی کیونکہ پیر صاحب نہ تو نسباً بریلوی تھے، نہ وہ شاہ احمد رضا خان صاحب بریلوی کے شاگرد تھے نہ ان کے کسی شاگرد کے شاگرد، نہ ہی وہ کسی بریلوی مدرسے سے فارغ التحصیل تھے، نہ ان کی مولانا احمد رضا خان سے ملاقات تھی، نہ خط و کتابت، نہ وہ مولانا احمد رضا سے کسی طور پر متاثر تھے اور نہ ان کے مرید تھے۔ وہ ان کے ہمعصر تھے لیکن معلوم ہوتا ہے کہ باہم کبھی ملاقات نہیں ہوئی، نہ پیر صاحب کبھی بریلی گئے نہ مولانا احمد رضا کبھی گولڑہ تشریف لائے اور لگتا ہے کہ پیر صاحب خود صاحب مشرب تھے اور جس طرح مولانا احمد رضا صاحب کو مسلکاً گولڑوی نہیں کہہ سکتے اسی طرح پیر صاحب کو بھی مسلک کے لحاظ سے بریلوی نہیں کہا جا سکتا لیکن جس طرح ہمارے دیوبندی احباب پیر صاحب کے حسین اعمال سے اپنا نامہ اعمال سجانے کی کوشش کرتے ہیں اسی طرح ہمارے بریلوی بھائی بھی پیر صاحب کو اپنا کہہ کر ان کے کارناموں پر فخر کرتے ہیں اور بعض اوقات مبالغہ آرائی کر کے دوسروں کے کام کی اہمیت کو کم کرنے کی کوشش بھی فرماتے ہیں جو مناسب نہیں۔ مثلاً بعض اوقات وہ کہتے ہیں کہ پیر مہر علی صاحب تحریک کے قائد اعلیٰ تھے اور یہ کہ پیر صاحب نے مرزا کے خلاف جو تحریری کام کیا وہ تحریک ختم نبوت کا بنیادی سرمایہ ہے اور باقی لوگوں کا تحریری و تقریری کام پیر صاحب ہی کے کام کا فیض ہے۔ (بہاؤالدین، ڈاکٹر، تحریک ختم نبوت، حصہ دوم، ص:141)

آپ کا یہ کہنا کہ پیر صاحب بریلوی کی حیثیت سے نہیں آئے تھے ہم آپ کی توجہ دلانا چاہتے ہیں کہ بریلویت دراصل اہلسنت و جماعت ہے۔ بتایئے کہ اعلیٰحضرت گولڑوی کے عقائد و معمولات اور افکار و نظریات کیا امام احمد رضا سے نہیں ملتے۔

کیا اعلیٰحضرت گولڑوی کی تصنیفات میں باطل قوتوں پر وہی گرفت نظر نہیں آتی جو امام احمد رضا نے کی؟

کیا اعلیٰحضرت گولڑوی کے پیروکار انہی عقائد پر نہیں جو اہلسنت و جماعت (بریلوی) مکتبۂ فکر کے ہیں۔

Marfat.com

کیا اعلیٰحضرت گولڑوی کے پیروکار کے خطبات و بیانات امام احمد رضا کے افکار و نظریات سے ہٹ کر ہیں؟

اگر ان تمام باتوں کے باوجود آپ کو یقین نہیں تو پھر پاکستان آئیے، چلتے ہیں گولڑہ شریف موجودہ سجادہ نشینیاں سے اس موضوع پر آپ کی تسلی کروادیتے ہیں۔

اس سلسلہ میں آپ کے سامنے چند گزارشات رکھتا ہوں فیصلہ آپ اور قارئین پر چھوڑتا ہوں۔

تاویل قرآن پر اعتراض کا جواب

وزیر آباد کے ایک غیر مقلد مولوی صاحب جو نابینا تھے اور علم کا بڑا دعویٰ کرتے تھے عین اس وقت (قبلہ عالم حضرت سید پیر مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز) کی مجلس میں حاضر ہوئے جب مولانا نظام الدین صاحب راولپنڈی کی دعوت پر بغرض ملاقات حضرت (قبلہ عالم حضرت پیر سید مہر علی شاہ قدس سرہ العزیز) گئے ہوئے تھے۔ غیر مقلد نابینا مولوی صاحب مجلس میں حاضر ہوکر کہنے لگے:

پیر صاحب! میرے چند سوال ہیں مگر شرط یہ ہے کہ جواب دیتے وقت قرآن کے معانی میں تاویل سے کام نہ لیں، کیونکہ میں سنتا ہوں کہ آپ اہل سنت مقلدین آیات کی تاویل کر دیا کرتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا: مجھے منظور ہے بشرطیکہ آپ بھی اس شرط پر قائم رہیں، اور فرمایا: پہلے ذرا آیت کے معنی بیان کردیں:

مَنْ كَانَ فِيْ هٰذِهٖٓ اَعْمٰى فَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ اَعْمٰى وَاَضَلُّ سَبِيْلًا ○ (بنی اسرائیل:72)

جو اس دنیا میں اندھا ہے وہ آخرت میں بھی اندھا ہوگا اور سخت گمراہ۔

حافظ صاحب چپ چاپ اٹھ گئے اور اس روز سے اس نواح میں ان کا نام ہی حافظ اعمیٰ پڑ گیا۔ (مہر منیر، باب 8، ص 441، طبع سوم 29، صفر المظفر، گولڑہ شریف، راولپنڈی)

Marfat.com

حیات النبی ﷺ پر اعتراض

ایک غیر مقلد نے اعتراض پیش کیا کہ پیغمبر صاحب (یہ وہابی بولی ہے نعوذ باللہ من ذلک) کو زندہ کیونکر مان لیا جائے جب قرآن فرما رہا ہے کہ ''اِنَّکَ مَیِّتٌ وَّ اِنَّھُمْ مَیِّتُوْنَ'' آپ پر بھی موت آنے والی ہے اور ان لوگوں پر بھی۔

حضرت نے اس شخص پر سوال کیا کہ یہ قضیہ مطلقہ عامہ ہے یا دائمہ مطلقہ؟ مگر اس سے کوئی جواب نہ بن پڑا۔ حضرت کا مطلب یہ تھا کہ یہ جملہ مطلقہ عامہ ہے جس کے صدق کے لیے تین زمانوں میں سے کسی ایک زمانے کے اندر موت کا تحقق کافی ہے۔ دوام موت ضروری نہیں کیونکہ مناطقہ کے نزدیک دائمہ مطلقہ وہ قضیہ ہے جس کا حکم دائمی ہو، اور مطلقہ عامہ، وہ جس کا ثبوت حکم کسی زمانہ میں ہو جائے یعنی موت کی شرط تھوڑے عرصہ کے لیے پوری ہو جائے۔ (مہر منیر، ص421)

مسئلہ علم غیب

جس قرن الشیطان کا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہ اس کا ظہور نجد میں ہوگا ہندوستان میں اسی شیطانی سینگ کا اثر سب سے پہلے مولوی اسماعیل کے ذریعہ دہلی میں ہوا۔ علماء اہل سنت نے اس کا شدید مقابلہ کیا۔ ان علماء کرام کے سرخیل مجاہد ملت حضرت مولانا علامہ محمد فضل حق خیر آبادی قدس سرہ العزیز تھے۔ اس کے بعد اسی قرن الشیطان کا زیادہ اثر پنجاب میں موضع واں بھچراں ضلع میانوالی میں ہوا، جس کے مظہر اتم مولوی حسین علی صاحب تھے۔ حضرت قبلہ عالم مجدّد گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ مع دیگر علماء کے بہ نفس نفیس واں بھچراں تشریف لے گئے۔ مولوی حسین علی کے ساتھ مسئلہ علم غیب پر گفتگو کی، مولوی حسین علی کے ساتھ بھی اس کے ہم مسلک علماء تھے۔ حضرت مجدد گولڑوی قدس سرہ نے مولوی حسین علی سے فرمایا: مسئلہ علم غیب پر آپ کے پاس جو قوی دلیل ہے اسے پیش کرو۔

مولوی حسین علی نے کہا: مجھے کچھ مہلت دیجیے، میں اپنے علماء کے ساتھ مشورہ کر لوں، حضرت رحمہ اللہ تعالیٰ نے مہلت دے دی۔ مولوی حسین علی اور اس کے حامی علماء

Marfat.com

کچھ دیر بعد آئے اور آیت مبارکہ ''عِندَهُ مَفَاتِحُ الْغَيْبِ لَا يَعْلَمُهَا إِلَّا هُوَ'' پڑھی۔ یعنی غیب کی کنجیاں صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہیں اس کے سوا اس کو کوئی نہیں جانتا۔ حضرت قدس سرہ نے مولوی حسین علی کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا کہ کیا آپ لوگوں کا اس آیت مبارکہ کے سامنے ایمان اور تصدیق ہے۔

مولوی حسین علی نے اثبات میں جواب دیا، اعلیٰ حضرت قدس سرہ نے فرمایا: تصدیق کی کتنی اقسام ہیں، کتنی مقبول اور کتنی مردود ہیں اور آپ کو اس آیت مبارکہ کے ساتھ کون سی تصدیق ہے؟ مولوی حسین علی یہ سن کر مبہوت ہو گیا اور کہنے لگا کہ ہم دیہاتی لوگ ہیں ایسی پیچیدگیوں کو نہیں جانتے آپ ہم سے ہماری استعداد کے مطابق بات کریں۔ حضرت صاحب قدس سرہ نے فرمایا: اگر آپ دیہاتی لوگ ہوتے تو مسلمانوں کو نماز اور روزہ کے مسائل سکھاتے آپ نے تو خاتم الانبیاء کے علم پر ہاتھ ڈالا ہے اس لیے آپ کو میرے سوال کا جواب دینا ہوگا۔

اس کے بعد مولوی حسین علی مراقبہ میں چلا گیا اور پھر ایک دم اٹھ کر بھاگ کھڑا ہوا، لوگ پکڑتے ہی رہ گئے۔ جب مولوی حسین علی اٹھ کر بھاگا تو لوگوں نے دیکھا کہ وہ جگہ تر تھی، اب جگہ کا تر ہونا ایک لطیفہ ہو گیا، کوئی پیشاب اور کوئی پسینہ کی توجیہ کرتا، اس کے علاوہ بھی کئی توجیہات ہیں، اگر ان کا ذکر کیا جائے تو مضمون طویل ہو جائے گا۔ حضرت استاذ الاساتذہ حضرت علامہ مولانا غلام محمد گھوٹوی فرماتے تھے کہ میں اس مناظرہ میں موجود تھا۔ جب مولوی حسین علی مجلس مناظرہ سے فرار ہوا تو میری زبان سے بے ساختہ نکلا ''فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَه'' (المدثر:51)

حضرت علامہ گھوٹوی فرماتے تھے کہ حضرت مجدّد گولڑوی قدس سرہ نے جو سوال مولوی حسین علی سے کیا تھا اس کا جواب نہ تو مولوی حسین علی کو معلوم تھا اور نہ ہی علماء کو معلوم تھا جو اعلیٰ حضرت گولڑوی قدس سرہ کے ہمراہ تھے، اور اس کی تائید اس امر سے بھی ہوتی ہے کہ اس فقیر نے حضرت استاذ جناب مولانا غلام محمود صاحب رحمہ اللہ ساکن پپلاں ضلع میانوالی (جو کہ اس مناظرہ کے شرکاء میں سے تھے) سنا ہے کہ آپ فرماتے

Marfat.com

تھے: میں کافی عرصہ تک کتابوں کی ورق گردانی کرتا رہا کہ حضرت قدس سرہ کے اس سوال کا ماخذ کیا ہے۔ ایک عرصہ بعد مجھے معلوم ہوا کہ اس سوال کا ماخذ ''فتوحات مکیہ'' ہے۔ یہ کتاب ویسے بھی مشکل ہے لیکن شیخ اکبر نے اس سوال کو اس قدر مشکل پیرایہ میں بیان کیا ہے کہ سمجھنا بڑا دشوار معلوم ہوتا ہے۔ حضرت مجدّد گولڑوی کے اس مناظرہ کے ساتھ ہی یہاں وہابیت کے خلاف زور و شور سے کام شروع ہو گیا جو آج تک جاری ہے۔ ڈاکٹر بہاؤالدین نے اعلیٰ گولڑوی پر طعن و تشنیع کے تیر چلا کے بزعم خود بڑا محققانہ کام کیا ہوگا اور اپنے ہم مسلک احباب سے بھی شاید بہت داد وصول کی ہوگی۔ لیکن آیئے آپ کے سامنے چند انمٹ نقوش رکھتا ہے۔ فیصلہ آپ خود فرمائیں گیں کہ جلسہ لاہور میں پیر صاحب کی علمی و روحانی خدمات و کیفیات کیا تھیں۔ پڑھیے اور رزلٹ نکالیے۔

مباحثہ کے ضمن میں مسلمانوں کا عظیم اجتماع

چنانچہ جب وعدہ کا دن قریب آیا تو ملک کے طول و عرض سے ہزار ہا مسلمان لاہور پہنچ گئے۔ علماء، مشائخ، درویش اور ہر طبقہ و فرقہ کے مذہبی اُفتادِ طبع رکھنے والے مسلمان، شیعہ، سنی، اہل حدیث حتیٰ کہ قادیانی جماعت کے مرید، متفق، ہمدرد اور مائل بھی دُور و نزدیک سے جمع ہو گئے۔ دہلی، سہارنپور، دیوبند، لدھیانہ، سیالکوٹ، گورداسپور، امرتسر، مظفر گڑھ، ملتان اور پشاور کے ہر عقیدہ کے اسلامی مدارس اور مراکز نے بھی جو پہلے سے ہی قادیانی مباحث میں دلچسپی لے رہے تھے، اپنے اپنے نمائندے بھیجے۔ بعض سرکاری ملازم بھی دُور و دراز شہروں سے رُخصت لے کر پہنچ گئے۔ مسلمانانِ لاہور نے اپنی روایتی مہمان نوازی کا حق ادا کیا۔ استقبالیہ کمیٹیاں بن گئیں۔ اور سرائیں، مسجدیں، مدرسے اور لوگوں کے گھر مہمانوں سے بھر گئے، قریبی اضلاع، قصبوں اور مضافات سے آنے والی ریل گاڑیاں وغیرہ سواریوں سے بھری ہوئی پہنچنے لگیں۔ اور لاہور کے بازاروں میں لوگوں کے ٹھٹھ سے میلے کی سی کیفیت پیدا ہو گئی۔ ان دنوں ویسے بھی لوگ مذہبی جلسوں اور مباحثوں میں بہت دلچسپی لیتے تھے۔ لیکن اس خاص موقعہ پر تو ہجوم خلائق کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ حضرت پیر صاحب قدس سرہٗ جیسی مشہورِ زمانہ رُوحانی تقدس اور علمی

Marfat.com

احترام وشہرت رکھنے والی شخصیت پہلی بار اسلام پر قادیانیت کے خطرناک حملوں کے دفاع میں علمائے دین کی اس قدر بڑی اور فقید المثال تعداد کے ساتھ میدان مناظرہ و مباحثہ میں تشریف فرما ہو رہی تھی۔ اور تمام موافق، متردّد یا مخالف حضرات، اپنی آنکھوں سے بیسویں صدی کی اس سب سے بڑی اشتہاری تحریک کا حشر دیکھنا چاہتے تھے۔

مسلمانوں کے تمام فرقوں کا حضرت پیر صاحب قدس سرہ کو اس محاذ پر اپنا قائد منتخب کرنا

اس معرکہ میں تمام اسلامی فرقوں کے رہنما ایک پلیٹ فارم پر جمع ہو گئے۔ سنی، اہل حدیث اور اہل قرآن کے علاوہ اور سیالکوٹ کے شیعہ مجتہدین نے بھی قادیانیت کے محاذ پر حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ گولڑہ شریف کو اپنا سربراہ و نمائندہ ہونے کا اعلان کیا۔ بالکل وہی صورتِ حال پیدا ہوئی جو پاکستان کے وجود میں آنے کے وقت ہندو کفر کے مقابلے میں اسلامی سیاسی پلیٹ فارم پر پیدا ہو گئی تھی اور یہی صورت آج سے تیرہ سو سال قبل قیصر روم کے اسلامی ممالک پر حملہ کے خطرہ کے وقت بھی پیدا ہوئی تھی۔ جب حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے رومی سلطنت کو خبردار کیا تھا کہ اگر اندرونی اختلاف کے پیش نظر اسلامی سلطنت پر حملہ کیا گیا تو سب سے پہلا سپاہی جو علی رضی اللہ عنہ کے لشکر سے تمہارے مقابلہ کے لیے نکلے گا وہ معاویہ رضی اللہ عنہ بن ابوسفیان ہو گا۔

یہ وہ اسلامی روح تھی جو اپنے دامن کی پہنائی اور شدید و خفیف اختلاف کے باوجود ہر بیرونی اور ناقابل برداشت طاقت کے خلاف نبرد آزمائی و مدافعت کے لیے اپنے فرزندوں کو ایک پلیٹ فارم پر جمع ہونے پر ہمیشہ مجبور کر دیتی رہی ہے۔ اسلامیانِ ہند کی اس علمی اور دینی قیادت کے وقت حضرت پیر صاحب قدس سرہ کی عمر شریف صرف بیالیس 42 سال کے قریب تھی۔ انہیں فارغ التحصیل ہوئے بائیس برس ہو چکے تھے۔ خلافتِ ارشاد کا اٹھارواں سال تھا۔ اور جذب و سیاحت اور ادائیگی حج کے بعد مسندِ ارشاد پر صرف دس برس کا عرصہ گزرا تھا۔

Marfat.com

لاہور میں حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ قدس سرہٗ کی تشریف آوری

۲۴ راگست کو گولڑہ شریف سے روانگی پر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو ایک تار کے ذریعے پہلے راولپنڈی ریلوے اسٹیشن سے اور پھر اثنائے سفر لالہ موسیٰ جنکشن سے اطلاع دی کہ میں لاہور پہنچ رہا ہوں۔ جب آپ کی ٹرین لاہور پہنچی تو پہلا سوال جو آپ نے دریافت فرمایا مرزا قادیانی کی آمد کے متعلق تھا۔ پچاس کے قریب نامی گرامی علماء آپ کے ہمراہ تھے جو پشاور، ہزارہ، اٹک، چچھ، دھنی، گھیبی، پٹھووار، سوان اور سون وغیرہ علاقہ جات کے رہنے والے تھے۔ اضلاع جہلم، گجرات، گوجرانوالہ، شاہ پور، میانوالی کے علماء اور مشائخ اثنائے راہ یا لاہور میں پہنچنے سے قبل یا بعد پہنچ کر شامل ہو گئے۔ اسی طرح بہاولپور، ملتان، مظفر گڑھ، ڈیرہ اسماعیل خان وڈیرہ غازی خان کے ارباب علم پہلے پہنچ کر آپ کے استقبال کنندگان میں شامل تھے۔ آپ کے ایک صاحب علم وثروت مخلص حاجی کریم بخش سیٹھی سکنہ پشاور ساٹھ ہزار روپے کی طلائی اشرفیاں ہمراہ لائے تھے کہ اگر اربابِ حکومت نے حفظِ امن کے پیش نظر ضمانت طلب کی تو نقد جمع کرادی جائے گی۔

کہتے ہیں پیر صاحب قدس سرہٗ کو اس خیال پر بہت اصرار تھا۔ ثقہ روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ جب مرزا قادیانی نے لاہور آنے سے بالکل ہی انکار کر دیا تو حضرت قبلہ پیر صاحب قدس سرہٗ علماء ومشائخ کی ایک چیدہ اور مختصر جماعت کے ساتھ قادیان جانے کو تیار ہو گئے۔ مگر مسلمانوں کی اکثریت کے اس اقدام سے منع فرمانے پر اسے باطنی ارشاد سمجھتے ہوئے رُک گئے۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ پچاس کے قریب نامی گرامی علماء کے ہمراہ لاہور پہنچے۔ مسلمان بڑی تعداد میں لاہور ریلوے اسٹیشن پر آپ کی ایک جھلک دیکھنے کے لیے جمع تھے۔ وہ آپ کو جلوس کی صورت میں لے جانا چاہتے تھے مگر آپ نے اسے پسند نہ فرمایا۔ لاہور میں لوگ کس طرح جمع تھے کا اندازہ اس سے لگایئے کہ لاہور اسٹیشن پر جمع ہونے والے لوگوں سے آپ دو گھنٹے تک مصافحہ فرماتے رہے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ مع ان کے رفقاء کے قیام کا انتظام برکت علی محمڈن ہال اور اس کی ملحقہ عمارات

Marfat.com

بیرون موچی دروازہ میں کیا گیا تھا۔ آپ کے پاس علماء کی آمد و رفت شروع ہو گئی جو متعلقہ مناظرہ کے بارے میں تبادلہ خیالات کرتے رہے۔ علماء کی کافی تعداد جمع ہو گئی تو حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانیت کے مختلف پہلوؤں پر دلائل دینے شروع کیے۔

حضرت قبلہ عالم کے فتنہ قادیانیت کی تردید میں دلائل سماعت فرمانے کے بعد مکتب اہل حدیث کے ایک جید عالم مولوی عبدالجبار غزنوی نے علماء سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فتنہ قادیانیت کے رد میں جو طرز استدلال اختیار فرمایا۔ اس سے بڑھ کر قادیانیوں کی تردید نہیں کی جا سکتی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ نے مرزا کذاب کو راہ فرار اختیار کرنے سے روکنے کے لیے تقریری چیلنج پر زور دینا ترک فرمایا تو علماء کرام کی ایک جماعت آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہا کہ:

تقریری مناظرے کی شرط کو واپس نہیں لینا چاہیے۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ نے جماعت کے اراکین کو اس بات پر قائل کر لیا اس موقع پر آپ نے ارشاد فرمایا کہ

''میں چاہتا ہوں کہ مرزا کذاب ایک بار علماء و مشائخ اسلام کی اس برگزیدہ مجلس میں آ جائے کیا عجب کہ حدیث شریف:

هُمْ قَوْمٌ لَّا يَشْقٰى جَلِيْسُهُمْ

یہ وہ قوم ہے جن کے پاس بیٹھنے والا بد بخت نہیں ہوتا۔ ان کی برکات سے بہرہ ور ہو کر راہ راست پر آ جائے اور یہ چیز اس نیاز مند علماء مشائخ کے حق میں اللہ سبحانہ وتعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشنودی کا باعث ہو کر مغفرت کا سبب بن جائے۔''

(محمد اسماعیل شجاع آبادی، تحریک ختم نبوت، منزل بمنزل، حصہ اول، ص 96، 99)

❁ قادیانیوں کی جماعت نے مرزا کذاب کو سبکی سے بچانے کے لیے حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہو کر یہ تجویز پیش کی آپ مرزا کذاب کے ساتھ مباہلہ کیوں نہیں کر لیتے، ایک اندھے اور اپاہج یعنی لنگڑے کے حق میں مرزا کذاب دعا

Marfat.com

کرتے ہیں اور اسی طرح کے ایک دوسرے اندھے اور اپاہج کے لیے آپ دعا کریں، اس کے نتیجہ پر حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ چیلنج سماعت فرماتے ہی جلال میں آ گئے اور جماعت۔ کے ارکان کو جواب دیا کہ مرزا کذاب سے کہہ دیں ''اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جائیں''۔

۞ حضرت قبلہ عالم رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا کذاب کی تفسیر نویسی کے چیلنج کے جواب میں لاہور میں حاضرین مجلس کے سامنے یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا تھا کہ

> علماء اسلام کا اصل مقصد تحقیق حق اور اعلائے کلمۃ اللہ ہوا کرتا ہے فخر و تعلّی مقصد نہیں ہوتا ورنہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی امت میں اس وقت بھی ایسے خادم دین موجود ہیں کہ اگر قلم پر توجہ ڈالیں تو وہ خود بخود کاغذ پر تفسیر قرآن لکھ دے۔

حضرت سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے بعد میں اس دعوے کے متعلق استفسار کیا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ

> میں نے یہ دعویٰ از خود نہیں کیا تھا بلکہ عالم مکاشفہ میں جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال باکمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل ہو گیا تھا اس سے بھی کوئی بڑا دعویٰ کرتا تو اللہ تبارک وتعالیٰ مجھے ضرور سچا ثابت کرے۔

(سید پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ، 172 تا 173)

۞ جب مرزا صاحب کی تعلیاں بہت بڑھ گئیں تو حضرت قبلہ عالم نے ان کی ''ملہمانہ'' اور ان شوخیوں کا تجزیہ کرتے ہوئے دو روحانی چیلنج کیے

چیلنج نمبر 1: یہ کہ کاغذ پر قلم چھوڑ دو، سچا قلم خود بخود چلے گا اور تفسیر قرآن لکھ دے گا،

چیلنج نمبر 2: حسب وعدہ شاہی مسجد میں آؤ ہم دونوں اس کے مینار پر چڑھ کر چھلانگ لگاتے ہیں جو سچا ہوگا، وہ بچ جائے گا۔ جو کاذب ہوگا، مر جائے گا، مرزا صاحب نے جواب میں اس طرح چپ سادھی گویا دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ (تحریک ختم نبوت، شورش کاشمیری، ص:52)

Marfat.com

۞ حضرت قبلہ عالم مجدد گولڑوی رحمہ اللہ تعالیٰ نے قادیانی کے ردّ میں ''سیف چشتیائی'' اور ''شمس الہدایۃ'' ہر دو کتابیں تصنیف فرمائیں اس فقیر کو مستند ذرائع سے معلوم ہوا ہے کہ مولوی اشرف علی صاحب دیوبندی نے جب ان کتابوں کا مطالعہ کیا تو بے ساختہ ان کی زبان سے نکلا کون کہتا ہے کہ علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ فوت ہو گئے ہیں وہ تو پیر مہر علی شاہ کی صورت میں زندہ ہیں۔

حضرت مجدد گولڑوی قدس سرہ کے اس مناظرہ کی تفصیلات مصر کے اخبارات میں چھپی تھیں کہ ہندوستان میں ایک شخص نے دعویٰ نبوت کیا ہے اور وہاں کے ایک گیلانی فاضل سید مہر علی شاہ نے اس متنبّی کو میدان مناظرہ میں شکست فاش دی۔ جب یہ خبر اس وقت کے نقیب الاشراف سجادہ نشین بغداد شریف نے پڑھی تو بڑے خوش ہوئے اور فرمایا: الحمدللہ ہمارے گیلانی بھائی نے یہ خدمت دین سرانجام دی ہے۔ 1948ء میں بندہ نے اپنے حضرت سلطان العارفین محبوب الٰہی حضرت قبلہ غلام محی الدین قدس سرہ العزیز سے سنا: آپ نے بتایا کہ مصر کا وہ اخبار جس میں مناظرہ کی خبر چھپی تھی میں نے خود اس وقت کے نقیب الاشراف کو پیش کی اور انہوں نے مذکورہ بالا الفاظ میں خوشی کا اظہار فرمایا۔

''قادیانی کو شکست دینا علماء کا روگ نہیں تھا اس لیے حضرت مجدّد گولڑوی نے یہ معرکہ سرانجام دیا۔ اس کی نظیر حضرت یوسف علیٰ نبینا وعلیہ الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ آپ نے شاہ مصر سے عہدہ مانگا تھا کہ مجھے اناج کے ذخیرہ کا محافظ مقرر کیا جائے، حالانکہ کوئی عہدہ طلب کرنا درست نہیں تو فقہاء امت نے اس کا یہ جواب دیا ہے کہ جب کسی عہدہ کا مستحق صرف ایک آدمی ہو تو وہ عہدہ طلب کر سکتا ہے بلکہ طلب کرنا ضروری ہے اسی طرح جب اعلیٰ حضرت مجدد گولڑوی قدس سرہ العزیز نے دیکھا کہ زندیق مکار قادیانی کے ساتھ فیصلہ کن مناظرہ دیگر علماء کی طاقت سے باہر ہے تو اس فریضہ کو سرانجام دینے کے لیے آپ نے میدان عمل میں قدم رکھا اور کندن ہو کر نکلے۔ اعلیٰ حضرت مجدّد گولڑویؒ کا طریقہ اظہار کرامت نہیں تھا لیکن وقتی ضرورت کے لیے قادیانی کو قلم کے از خود لکھنے کا چیلنج دیا، اسی طرح خواجہ غریب نواز اجمیری قدس سرہ نے دین کی تقویت کے لیے

Marfat.com

کرامت کا اظہار فرمایا، اور لاکھوں افراد مشرف باسلام ہوئے۔"

حضرت مجدّد گولڑوی قدس سرہ اگرچہ بحر العلوم تھے لیکن کبھی زبان مبارک سے اپنے علم وفضل کا اظہار نہ فرماتے تھے بلکہ دقیق علمی مباحث میں صرف یہ فرماتے: میں نے بھی طالب علمی کی ہے اور اسی طرح نجیب الطرفین گیلانی سید ہونے کے باوجود صرف یہ فرماتے تھے: گھنگریالی زلفیں ہم ہاشمیوں کی علامت ہیں۔

معزز دوستو!

1۔ اعلیٰ حضرت گولڑوی کی یہ روحانی کیفیات کس بات کی غماز ہیں کہ ان کا جلسہ لاہور میں کوئی کردار نہیں؟

2۔ ہے کوئی ڈاکٹر بہاؤالدین کی ٹیم میں ایسا فرد جو اعلیٰ حضرت گولڑوی کی طرح ایمان و ایقان کے اتنے بلند بانگ دعوے کرسکے؟

3۔ کیا ڈاکٹر بہاؤالدین کی مندرجہ بالا تحریریں صرف اور صرف تعصب پر مبنی نہیں؟

4۔ کیا ڈاکٹر بہاؤالدین نے ایسا لکھ کر امت محمدیہ کو ان مقربین بارگاہ مصطفیٰ ﷺ سے دور کرنے کی ناکام جسارت نہیں کی؟

ڈاکٹر بہاؤالدین: لکھتے ہیں۔ ہمیں تحریک ختم نبوت میں پیر مہر علی صاحب کی خدمات سے انکار نہیں ہے۔ ان کی خدمات حقیقتاً قابل قدر ہیں لیکن ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ پیر صاحب کے ساتھ بلکہ ان سے پہلے بہت سے دیگر حضرات نے بھی اس تحریک میں کام کیا ہے اور ہونا یہ چاہیے کہ سب کی خدمات کا اعتراف کیا جائے اور جس نے جس وقت جو کچھ کیا ہے اس کی تحسین کی جائے۔ یہ نہ ہو کہ ایک کے ساتھ عقیدت رکھنے کی وجہ سے اسے سب پر غالب کردیا جائے اور جو کچھ اس سے پہلے ہو چکا اُسے یا تو فراموش کردیا جائے یا وہ بھی اپنی محبوب شخصیت کے نامہ اعمال میں سجادیا جائے۔ (بہاؤالدین، ڈاکٹر تحریک ختم نبوت، ج:2،ص:145)

فاروقی: جان عزیز! احقر کو بہاؤالدین کی نیت پر کوئی شک نہیں اور مذکور بالا تحریر پر ہم بالکل اتفاق کرتے ہیں لیکن شاید کیا وجہ کہ بہت سے مقامات پر بہاؤالدین واضح طور پر طرفدار نظر آئے اور مذکورہ بالا تحریر سے بالکل الگ تھلگ احقر آپ کے سامنے صرف ایک مقام ذکر کرتا

Marfat.com

ہے ملاحظہ ہو۔

ڈاکٹر صاحب مختلف اقتباسات نقل کر کے تبصرہ کر کے مزید قمطراز ہیں۔ ''آیئے دیکھیں کہ 1900ء میں پیر صاحب کے میدان میں آنے سے پہلے ردقادیانیت میں دوسرے مسلمان علماء کی طرف سے کیا کچھ کیا جاچکا تھا۔ سب سے پہلے ہم ان تحریروں کی فہرست پیش کرتے ہیں جو اس سے قبل منظر عام پر آچکی تھیں۔'' (بہاؤالدین، ڈاکٹر تحریک ختم نبوت، ج:۲، ص:142)

ڈاکٹر صاحب اس تحریر کے بعد مسلمان علماء کی وہ تحریری خدمات جو1900ء سے پہلے کی ہیں وہ رقم کرتے ہیں لیکن افسوس ان خدمات میں صرف علمائے اہل حدیث کی خدمات کو نقل کیا گیا۔

ہم مؤدبانہ سوال کرتے ہیں ڈاکٹر صاحب سے کہ کیا صرف یہی تحریری خدمات تھیں، یہی مسلمان علماء نے خدمات کی تھیں۔ جب آپ مسلمان علماء لکھ رہے ہیں تو پھر سب کا ذکر کیوں نہ کیا گیا؟ احقر یہ کہنے پر حق بجانب ہے کہ ڈاکٹر بہاؤالدین جیسا شخص جس نے تحریک ختم نبوت کے نام سے ۳۳ جلدیں ترتیب دیں کیا ان کی نظر میں باقی مسالک کی شخصیات کی خدمات پنہاں تھیں۔ اگر نہیں تو ایسی طرفداری کیوں اور اگر پنہاں ہیں۔ تو فقیر عرض کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت گولڑوی کے ''شمس الہدایہ فی اثبات حیاۃ المسیح'' جو1317ھ بمطابق 1899، 1900ء میں منصۂ شہود پر آئی اور ''سیف چشتیائی'' 1319ھ بمطابق 1902ء کو منظر عام پر آئی۔ اس سے قبل صرف علمائے اہل حدیث کی تحریری خدمات ہی نہیں تھی بلکہ اہلسنت وجماعت کے علماء ومشائخ بہت کچھ لکھ چکے تھے۔ آپ بھی پڑھیئے۔

اکابرین اہلسنت کی 1900ء سے قبل کی تصنیفات

- خواجہ سید غلام دستگیر ہاشمی قصوری نے اپنی کتاب ''تحقیقات دستگیریہ'' 1301ھ بمطابق 1883ء میں 84 صفحات پر لکھی (جو عالم اسلام کی طرف سے ردقادیانیت پر پہلی کتاب ہے)

- ''رجم الشیاطین براغلوطات البراہین'' 1303ھ بمطابق 1886ء میں 64 صفحات پر لکھی۔

Marfat.com

۞ ''فتح رحمانی بہ رفع کید کادیانی'' 1314ھ بمطابق 1896ء میں 38 صفحات پر لکھی

۞ علامہ پیر غلام رسول نقشبندی حنفی امرتسری نے ''الالہام الصحیح فی اثبات حیاۃ المسیح'' عربی زبان میں 1311ھ بمطابق 1893ء میں 62 صفحات پر لکھی اور آخر میں مرزائیوں کو چیلنج دیا کہ اگر اس کا جواب باصواب لکھو گے تو تمہیں ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائے گا۔

پھر اسی کتاب کا ترجمہ آپ کے شاگرد برادرزادے مفتی غلام مصطفیٰ قاسمی حنفی نے کیا۔

۞ مفتی قاضی فضل احمد نقشبندی مجددی نے ''کلمۂ فضل رحمانی بجواب اوہام غلام قادیانی'' 1314ھ بمطابق 1896ء میں تقریباً 200 صفحات پر لکھی۔

۞ مفتی محمد حامد رضا خان قادری نے ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' 1315ھ بمطابق 1898ء میں 60 صفحات پر لکھی۔

۞ امام احمد رضا قادری نے ''جزاء اللہ عدوّہٗ باباۂ ختم النبوۃ'' 1317ھ بمطابق 1899ء میں 144 صفحات پر لکھی۔

۞ بحرِ معرفت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے ''فوائد فریدیہ'' 1319ھ، 1900ء سے پہلے لکھی۔ مسلک توحید اور اعتقادی مسائل کے ضمن میں مرزے کا رد بلیغ کیا۔ مرزا کو کافر، ناری لکھا اور جہنمی لکھا۔

۞ مولانا ارشاد حسین رامپوری نے ''فتویٰ در تردید دعاویٰ مرزا قادیانی'' 1896ء میں دیا۔

۞ مولانا ابو الفیض محمد حسن فیضی نے ''بے نقطہ قصیدہ عربیہ در مذمت قادیانی'' 1899ء میں لکھا۔ یہ تو وہ کتب تھیں جو ہم نے احتیاطاً 1900ء سے پہلے سن کے حوالے سے بتائیں بہت ساری ایسی کتب ہیں جن پر سن اشاعت نہ ہونے کی وجہ سے پتہ نہ چل سکا کہ کب منظر پر آئیں۔

ہمارے دم سے ہے سب گرمی میخانہ
ارے ساقی یہ رونق پھر کہاں جب ہم نہیں ہوں گیں

قارئین! احقر نے آپ کے سامنے وہ کتابیں پیش کیں جو اعلیٰ حضرت گولڑوی کی تصنیفات سے قبل اہلسنت کی طرف سے شائع ہوئیں ڈاکٹر بہاؤالدین اور ان کی ٹیم پر اب

Marfat.com

واضح ہو جانا چاہیے کہ صرف اہلحدیث مسلک کے علماء کی تحریریں ہی نہیں بلکہ اہلسنت کے شیروں کی تصنیفات کا ایک بہت بڑا سمندر بہہ رہا ہے۔

آج دعویٰ اُن کی یکتائی کا باطل ہو گیا
رُو برو اُن کے جو آئینہ مقابل ہو گیا

جادو وہ جو سر چڑھ کر بولے

ڈاکٹر بہاؤالدین: خود "تحریک ختم نبوت" حصہ اوّل کے صفحہ نمبر ۲۴۶ پر لکھتے ہیں:
"ایک مرتبہ ہمارے ایک بزرگ نے ہمیں کہا کہ ہم "انجام آتھم" (مرزا قادیانی کی تصنیف) کے ان صفحات کا مطالعہ کریں جہاں ان لوگوں کے نام درج ہیں جن کو مرزا صاحب نے 1896ء میں مباہلے کا چیلنج دیا تھا اور پھر فیصلہ کریں کہ ان میں اکثریت مقلدین کی ہے یا غیر مقلدین کی۔ ہم نے "انجام آتھم" کے متعلقہ صفحات دیکھے وہاں دو فہرستیں ہیں ایک علماء کے اسماء گرامی پر مشتمل ہے اور دوسری سجادہ نشینوں پر۔ پہلی فہرست میں ۵۵ سے زائد نام ہیں اور دوسری میں شاید 48 یہ لوگ کون تھے؟ دوسری فہرست کا معاملہ تو بہت سادہ ہے کیونکہ سب کو معلوم ہے کہ مزاروں اور گدیوں کے سجادہ نشینوں کی فہرست میں اہل حدیث حضرات کا کیا کام؟
قارئین!

اس تحریر کے بعد ڈاکٹر بہاؤالدین نے مذکورہ سجادہ نشینوں کے حوالے سے نسل نو کو بدظن کرنے کی ناکام سعی کی ہے۔ فقیر عرض کرنا چاہتا ہے کہ اگر مرزا قادیانی کو سجادہ نشینوں اور وارثان خانقاہی نظام سے کوئی الجھن ہی نہیں تھی تو ان کو اپنے مکفرین اور مکذبین میں شمار کیوں کیا؟

اس کی تو حالت یہ ہے کہ وہ الگ فہرست میں ان کے نام دے رہا ہے۔ رہی یہ بات کہ آپ کہتے ہیں کہ اصل میں ہمارے لوگ تھے جن کو چیلنج دیا گیا اور ان کی کاوشوں سے باقی بھی مرزا کے مخالف ہوئے مرزا قادیانی نے باقیوں کے نام بالتبع دے دیے تو اس سلسلہ میں گزارش ہے کہ اگر آپ کے مکتب فکر کے ایک دو نام دیئے ہیں مرزا قادیانی نے تو

Marfat.com

اہلسنت کے شیر خواجہ غلام دستگیر قصوری کے بارے میں بھی دیکھیں کہ مرزا کتنا پریشان ہے ان سے۔ وہ حوالہ جات خود آپ نے اپنی کتاب ''تحریک ختم نبوت'' جلد نمبرا کے صفحہ نمبر ۴۸۴ پر دیئے ہیں۔ خدارا انصاف کیجیے، تاریخ مسخ نہ کریں جس کا جو حق ہے اس کو دیں۔

اپنا گریبان چاک

آخری عرض یہ ہے کہ اگر ان دلائل قاہرہ کے ہوئے ہوئے آپ پھر بھی کہتے ہیں کہ ہمارے اکابرین ہی پہلے نمبر پر ہیں، ساری قربانیاں ہماری ہیں، ردقادیانیت کے سپہ سالار ہم ہی ہیں، بانیان تحریک ختم نبوت کا سہرا صرف ہمارے اکابرین کے سر ہے تو پھر اپنے گریباں میں جھانک کر

- سید شاہ تراب الحق قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''ختم نبوت''
- مولانا ضیاء اللہ قادری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب ''نجد سے قادیان براستہ دیوبند''
- ''مجلہ الحقیقہ'' کا ختم نبوت نمبر 2012ء
- ''برطانوی مظالم کی کہانی عبدالحکیم اختر شاہجہان پوری کی زبانی''
- محمد دانش احمد اختر القادری کی ''عقیدہ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت''
- علامہ محمد صدیق ہزاروی کی ''پیر مہر علی شاہ اور ردقادیانیت'' کا مطالعہ فرمائیں اور صالحین امت پر غیر ذمہ دارانہ، حاسدانہ تحریریں لکھ کر اپنی عاقبت خراب نہ کریں۔

سپہ سالار کون فیصلہ آپ کا

میرے معزز بھائیو! شروع میں ذکر ہو چکا کہ عقیدہ ختم نبوت کا مشن بہت عظیم تر ہے جس نے جو کیا جتنا کیا سبحان اللہ لیکن لامحالہ ایک سوال تو بحر طور ہے کہ اولیت کا سہرا کس کے سر ہے۔ پچھلے صفات پر آپ بہت کچھ پڑھ چکے اب فیصلہ کا لمحہ آ گیا فیصلہ آپ خود کریں گیں مگر احقر سیاہ کار عالم اپنی رائے کا اظہار ضرور کرے گا۔ ملاحظہ

ا۔ فتنہ قادیانیت کے متعلق جس مکتب فکر کے اکابرین کی اکثرت بہت پہلے مطلع ہوئی وہ اکابرین اہلسنت وجماعت تھے۔ جیسا کہ حوالہ جات گزر چکے (ان کے علاوہ بہت کچھ ہے)

Marfat.com

۲۔ سب سے پہلے جو مستقل کتاب لکھی گئی وہ اہلسنت و جماعت کے جید عالم دین علامہ غلام دستگیر قصوری رحمۃ اللہ علیہ کی ''تحقیقات دستگیر یہ فی رد ھفوات البراھینیہ'' ہے (جیسا کہ مولانا اللہ وسایا صاحب نے ذکر کیا)

۳۔ پنجاب میں سب سے پہلے مرزائیوں کے ساتھ عدم نکاح کا فتویٰ عارف باللہ حضرت غلام قادر بھیروی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا جو اہلسنت و جماعت کے اکابر میں سے ہیں اور سلسلہ عالیہ چشتیہ میں خواجہ شمس الدین سیالوی قدس سرہٗ سے بیعت تھے۔

۴۔ جس شخصیت کو اس فتنہ کی سرکوبی کے لیے نبی رحمت حضور ختمی مرتبت سرکار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم نے خود منتخب اور مأمور فرمایا وہ رسول محتشم سید ہر زماں و مکاں صلی اللہ علیہ وسلم کے بستان کرم کی ریحان طیب کا ایک پیکر ''حسنی پھول حسینی تھا مہکتا جسکا'' یعنی حجۃ اللہ والارض، رشک روحانیاں، ملجائے اہل ایماں، منارۂ نور جلی و خفی یعنی سیدنا مرشدنا سید مہر علی شاہ گولڑوی کی ذات بابرکات تھی۔

۵۔ علمائے لدھیانہ نے فتویٰ کی کوشش پہلے کی لیکن یہ فتویٰ شائع ۱۹۰۱ء میں ہوا۔

۶۔ اہل حدیث مسلک کے مولانا محمد حسین بٹالوی نے ۱۸۹۱ء میں علماء سے فتویٰ لے کر اپنے رسالہ ''اشاعۃ السنہ'' میں شائع کرنا شروع کر دیا تھا۔

قارئین!

یاد رہے کہ یہ جو چند باتیں آپ کو پیش کی گئیں یہ صرف اولیت کے پہلو سے ہیں ورنہ اس کے علاوہ بہت کچھ بیان کیا گیا۔ بہت کچھ لکھا گیا، اشتہارات کی بھر مار ہوئی، مناظرے، مباحثے، مباہلے اس کے علاوہ ہیں۔ مذکورہ صفحات صرف ایک تصویری جھلکی حیثیت رکھتے ہیں۔ زندگی میں توفیق ملی تو تفصیلاً عرض کروں گا۔ یہ فقیر کی ادنیٰ سعی تھی اور جس میں حقیقت کشائی کی کوشش کی گئی اگر کسی صاحب کی دل آزادی ہوئی ہو تو احقر معافی کا خواستگار ہے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو اور سرکار خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی سچی محبت و عشق عطا فرمائے، تحفظ ختم نبوت کے لیے ہمیں قبول فرمائے۔

Marfat.com

پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ

اور

معرکہ قادیانیت

مولانا عبدالحکیم شرف قادری رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

لکل فرعون موسیٰ کے مطابق دنیا میں جب بھی کوئی باطل کا پرستار ابھرا ہے اللہ تعالیٰ نے اس کی سرکوبی کے لیے کسی حق آگاہ شخصیت کو مقرر فرما دیا، سرزمین قادیان سے نبوت کا جھوٹا مدعی اٹھتا ہے اور کچھ لوگ دین سے بے خبری یا آزادی کی بناء پر اس کے زرخرید غلام بن جاتے ہیں تو وہ سمجھتا ہے کہ میں واقعی مسند نبوت پر فائز ہو گیا ہوں۔ اور دنیا میں کوئی میرے مدمقابل نہیں پیدا ہو سکتا۔ اتنے میں گولڑہ کی مقدس سرزمین سے مہر عالم تاب حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی جبروتی آواز حق کی حمایت میں بلند ہوتی ہے۔ جس کی ہیبت سے خانۂ باطل میں صف ماتم بچھ جاتی ہے۔ انگریز کے تیار کردہ مدعی نبوت پر کیفیت مرگ طاری ہو جاتی ہے اور حق اپنی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

1890ء میں حضرت پیر سید مہر علی شاہ حرمین شریفین کی زیارت سے مشرف ہوئے تو دل میں خیال آیا کہ یہیں مستقل قیام کیا جائے۔ لیکن حضور سید عالم نورِ مجسم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی آپ کو خواب میں زیارت ہوئی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ مرزا قادیانی میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور آپ خاموش بیٹھے ہیں۔ فوراً واپس ہندوستان جائیے اور اس کے خلاف کام کیجیے۔ چنانچہ آپ واپس تشریف لے آئے۔ مرزا قادیانی نے حیات مسیحؑ کا انکار کرتے ہوئے خود مسیح ہونے کا دعویٰ کیا اور علماء و مشائخ کو اپنی بیعت کے دعوت نامے جاری کیے علماء و مشائخ تو اس کے دام تزویر میں نہ آئے البتہ کچھ جہلاء اور دنیا پرست اس کے جال میں پھنس گئے۔

مذاہب باطلہ کو ہر محاذ پر شکست فاش دینے والے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ ان حالات میں کیونکر خاموش رہ سکتے تھے آپ نے ''شمس الھدایہ فی اثبات حیات المسیح'' لکھی جس میں کتاب و سنت کے دلائل قاہرہ سے حضرت عیسیٰؑ کی حیات ثابت کر کے بتایا کہ مرزائے قادیان کا دعوائے مسیحیت فریب اور جھوٹ کا پلندہ ہے۔ اس کتاب کے شائع ہوتے ہی ایوان مرزائیت میں زلزلہ آ گیا اور مرزائی یہ سوچنے پر مجبور ہو گئے کہ اس کتاب کا ضرور کچھ تدارک ہونا چاہیے اس کا حل یہ نکالا گیا کہ مرزا نے ایک

Marfat.com

اشتہار شائع کیا اور پیر صاحب کو مناظرہ کا چیلنج دیا اور طریقہ یہ تجویز کیا کہ فریقین قرآن پاک کی چالیس آیات کی تفسیر عربی میں سات گھنٹوں میں لکھ کر پیش کریں۔ مجوزہ علماء جس کی تفسیر اور عبارت، روح القدس کی تائید سے موید قرار دیں اس کی فتح ہوگی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ قدس سرہ کی جلالت شان کا مرزا پر اس قدر اثر تھا کہ اس نے لکھا کہ اگر پیر صاحب مناظرہ کے لیے رضامند نہ ہوں تو میں علماء کی ایسی جماعت سے مناظرہ کرنے کے لیے تیار ہوں جو چالیس سے کسی طرح کم نہ ہو۔ گویا مرزا نے یہ تسلیم کر لیا کہ صرف پیر صاحب کی ذات گرامی چالیس علماء کے برابر ہے۔

مرزا قادیانی کا خیال تھا کہ پیر صاحب اللہ اللہ کرنے والے کثیر المشاغل بزرگ ہیں وہ میدان مناظرہ میں آنے کو پسند نہیں کریں گے اور ہمیں اپنی فتح کے شادیانے بجانے کا زرین موقع مل جائے گا۔ لیکن مرزا کی تمام توقعات اس وقت خاک میں مل گئیں جب حضرت پیر صاحب نے نہ صرف تحریری مقابلے کو قبول کیا بلکہ یہ بھی فرمایا کہ پہلے مرزا کے انفرادی عقائد پر گفتگو ہوگی اور پھر تحریری مقابلہ ہوگا۔ اور مرزا کو بذریعہ اشتہار مطلع کیا گیا کہ 25 اگست 1900ء کو لاہور میں مناظرہ ہوگا اور اشتہار کے ملتے ہی منظوری یا نامنظوری کی اطلاع دینی لازم ہوگی۔ اس کے علاوہ متحدہ پاک و ہند کے مختلف مواضع کے ساتھ علماء نے ایک اشتہار جاری کیا کہ ہم 25 اگست کو پیر صاحب کے ساتھ لاہور پہنچ رہے ہیں اور ہمارے نزدیک پیر صاحب کی یہ شرط بالکل برمحل ہے کہ تحریری مقابلے سے پہلے تقریری گفتگو ہونی چاہیے۔

اب ہونا تو یہ چاہیے تھا مرزا قادیانی منظوری کا اعلان کر کے میدان مناظرہ میں نکل آتا لیکن اس نے ایسا نہ کیا اور خاموشی کو امن و عافیت کا ذریعہ سمجھ کر چپ ہو رہا البتہ اس کے ایک مرید محمد احسن امروہی نے تاریخ مناظرہ سے چار دن پہلے ایک مضبوط خط گولڑہ شریف بھیجا جس میں لکھا تھا کہ ہمیں تقریری مناظرہ کی شرط منظور نہیں۔ تحریری مقابلہ کرنا ہو تو پیر صاحب تشریف لے آئیں یہ ان کی طرف سے شکست کا پہلا اعتراف تھا۔ اس کے جواب میں حضرت پیر صاحب کے ایک مرید حکیم سلطان محمود نے ایک اشتہار شائع کیا جس کی ایک کاپی بذریعہ رجسٹری قادیان بھیجی گئی اس اشتہار میں اعلان کیا گیا کہ حضرت پیر صاحب مرزا کی شرائط کے مطابق تحریری مقابلہ کے لیے لاہور تشریف لے جا رہے

Marfat.com

ہیں۔ چنانچہ 24 اگست کو پیر صاحب گولڑہ شریف سے عازم لاہور ہوئے پہلے راولپنڈی اسٹیشن سے اور پھر لالہ موسیٰ سے بذریعہ تار اپنی روانگی کی اطلاع مرزا کو بھجوائی۔

حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی قدس سرہ لاہور پہنچے تو عوام کے علاوہ علماء کا جم غفیر جمع ہو گیا جس میں اہل سنت، دیوبندی، اہل حدیث اور شیعہ ہر مکتب فکر کے افراد موجود تھے۔ جو حضرت پیر صاحب کی قیادت میں بیسویں صدی عیسوی کے متنبّی کے ساتھ فیصلہ کن ٹکر لینے کے لیے تیار تھے گویا صحابہ کرام کے مقدس لشکر نے جو حشر مسیلمہ کذاب اور اس کے حواریوں کا میدان جنگ میں کیا تھا۔ آج ختم نبوت جیسے قطعی عقیدہ کے حامی وہی حشر مرزا قادیانی اور اس کی ذریت کا میدان مناظرہ میں کرنا چاہتے تھے۔

اہل اسلام اور مرزائی دونوں ہی بڑی بے تابی سے مرزا کی آمد کا انتظار کر رہے تھے۔ لاہوری پارٹی کے بعض بااثر افراد نے انتہائی کوشش کی کہ مرزا قادیانی کسی صورت میں لاہور آ جائے مگر وہ نہ آیا اور عذر یہ پیش کیا کہ پیر صاحب خود اعلان کریں کہ میں تقریری مباحثہ کی شرط واپس لیتا ہوں تب میں لاہور آؤں گا۔ پیر صاحب نے فرمایا محمد احسن امروہی کے مطبوعہ مکتوب کے جواب میں ہمارے ایک رفیق حکیم سلطان محمود اس شرط کی واپسی کا اعلان کر چکے ہیں۔ اب اگر مرزا قادیانی اپنے دستخط سے اعلان کرے کہ میں تقریری مباحثہ نہیں کرنا چاہتا تو میں بھی اعلان کر دوں گا کہ میں تقریری بحث کی شرط واپس لے چکا ہوں۔ لیکن اس طرف سے مکمل سکوت چھایا رہا۔

25 اگست کا دن انتظار کرتے کرتے گزر گیا لیکن مرزا کا دور دور کہیں نام ونشان نہ تھا بالآخر 27 اگست کو شاہی مسجد لاہور میں عظیم الشان اجلاس منعقد ہوا جس میں مختلف علماء نے اسلام کی سربلندی اور مرزا کے دجل وفریب اور پسپائی کو تفصیلاً بیان کیا۔ اس دن حق اپنی تمام تر زیبائی کے ساتھ جلوہ گر ہوا اور باطل سرنگوں ہو کر رہ گیا۔

"اِنَّ الْبَاطِلَ کَانَ زَھُوْقًا"

مرزا قادیانی نے خفت مٹانے کے لیے کچھ اشتہار شائع کیے جن میں مناظرہ کے لیے میدان میں نہ آنے کا عذر یہ بیان کیا کہ پیر صاحب کے مریدین میں جوش وخروش حد سے زیادہ ہے اس لیے مکمل حفاظتی انتظامات کے بغیر لاہور میں قدم رکھنا آگ میں کودنے

Marfat.com

کے برابر ہے۔ 15 دسمبر 1900ء کو ایک اشتہار شائع کر کے ایک اور چیلنج پیش کر دیا کہ میں فصیح عربی میں سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر پیش کرتا ہوں۔ پیر صاحب بھی لکھیں پھر علماء خود ہی فیصلہ کر لیں گے کہ کون حق پر ہے۔ چنانچہ ''اعجاز المسیح'' کے نام سے سورہ فاتحہ کی تفسیر لکھ کر شائع کر دی۔ اس کے علاوہ مرزا کے ایک مرید محمد احسن امروہی نے ''شمس الہدایہ'' کے جواب میں ''شمس بازغہ'' نامی ایک کتاب لکھی اور یقین کر لیا کہ مناظرہ میں شکست کا تدارک ہو گیا ہے۔ حضرت پیر صاحب نے ان دونوں کتابوں کے جواب میں مشہور زمانہ کتاب ''سیف چشتیائی'' لکھ کر 1902ء میں شائع فرما دی۔ اس میں آپ نے ''شمس بازغہ'' کے شبہات کا دندان شکن جواب اور ''اعجاز المسیح'' کی ایک سو سے زائد اغلاط کی نشاندہی کر کے مرزا کی عیاری کو طشت از بام کر دیا۔ حضرت پیر صاحب نے تفصیلاً بیان کیا کہ اس کتاب میں کہیں سرقہ ہے اور کہیں قواعد عربیہ کی خلاف ورزی ہے اس لحاظ سے اس کتاب کو معجزہ کہنا تو کجا اسے تو قابل ذکر کتب میں شمار بھی نہیں کیا جا سکتا۔

''سیف چشتیائی'' کو اہل علم و فضل طبقہ نے سر آنکھوں پر رکھا اور زبردست خراج تحسین پیش کیا۔ آج تک مذہب مرزائیہ اس کتاب کے جواب سے عاجز ہے اور ان شاء اللہ العزیز قیامت تک اس کا جواب نہیں دے سکے گا۔

اس جگہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ مناظرہ شاہی مسجد میں شکست فاش کے باوجود مرزائی اپنی ضد پر قائم رہا اور آج بھی جبکہ پاکستان کی نیشنل اسمبلی نے اس کے کفر وارتداد پر مہر تصدیق ثبت کر دی ہے اپنی ضد پر قائم ہیں اور کہتے ہیں کہ جب ہم مسلمان ہیں تو ہمیں کوئی اسلام سے خارج نہیں کر سکتا وہ باقاعدہ اپنے غلط نظریات کا پرچار کر رہے ہیں۔ ضرورت ہے کہ ارباب اقتدار مسلمانوں کے منظور شدہ مطالبے کے مطابق ربوہ کو کھلا شہر قرار دینے کے لیے عملی قدم اٹھائیں اور فوری طور پر مرزائیوں کو کلیدی عہدوں سے برطرف کریں۔ اس کے علاوہ علماء کا بھی فرض ہے کہ وہ رد مرزائیت کے محاذ پر پوری کوشش سے کام جاری رکھیں تا کہ کوئی مسلمان ارتداد کا شکار نہ ہو اور مرزائیوں کو اسلام کی دعوت دینے کا پروگرام بنانا چاہیے تا کہ جو افراد غلط فہمی کی بناء پر مرزائیت کا شکار ہیں دولت اسلام سے مشرف ہو سکیں۔

Marfat.com

قادیانیوں کے بارے میں ایک معلوماتی تحریر

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ

اور

ردِ قادیانیت

علامہ محمد صدیق ہزاروی

Marfat.com

برصغیر پر انگریز کے غاصبانہ قبضے سے جہاں مسلمانانِ ہند کو سیاسی طور پر دھچکا لگا وہاں مذہبی اعتبار سے بھی قوم مسلم ایک بہت بڑے حادثے سے دوچار ہوئی، یہ حادثہ ایک وقتی حادثہ نہ تھا بلکہ آج بھی جسدِ مسلم اس زہریلے ناسور سے محفوظ نہیں اور مسلمان قوم انتشار و افتراق کا شکار ہو کر دشمنان اسلام کی آماجگاہ بن چکی ہے لیکن خوش آئند پہلو یہ ہے کہ جہاں انگریز کو مسلمانوں کے اندر سے غدار مہیا ہوئے اور انہوں نے سرکاری سرپرستی میں اُمت میں تفریق کا وہ بیج بویا جس کی فصل قیامت تک کاٹی جاتی رہے گی وہاں وعدہ خداوندی کے مطابق تحفظِ ناموسِ رسالت اور ملت اسلامیہ کی رہنمائی کے لیے خطۂ ہند و پاک ان نفوس قدسیہ کے قدوم میمنت لزوم سے بھی مشرف ہوا جن کی خدمات جلیلہ تاریخ اسلام کے صفحات پر تاقیامت جگمگاتی رہیں گی۔

ان مجاہدین اسلام میں سے دو عظیم شخصیتیں خاص طور پر قابل ذکر ہیں جنہوں نے دو اہم محاذوں پر دشمن کی سازش کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظ ناموس رسالت کے لیے جو تگ و دو کی ہے اس کا انکار آفتاب نیمروز سے چشم پوشی کے مترادف ہے اور قطب عالم حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے تحفظ ختم نبوت اور جہاد اسلام کی بقاء کے لیے جو مجاہدانہ کردار ادا کیا ہے اس سے صرف نظر کی کہیں گنجائش نہیں ہے۔

اس سے پہلے کہ ختم نبوت کے تحفظ اور قادیانی دجال کے تعاقب کے سلسلے میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی کا قدرے تفصیلی جائزہ پیش کیا جائے۔ تحریک وہابیت (جسے علماء دیوبند کی تائید بھی حاصل تھی) اور تحریک قادیانیت کے پس منظر سے ملت اسلامیہ کو آگاہ کرنا ضروری ہے۔

انگریز یہ بات بخوبی جانتا تھا کہ برصغیر میں اس کے مخالف مسلمان ہیں کیونکہ ہندوستان کی حکومت کے اصل وارث مسلمان ہی ہیں اور انگریز نے دجل و فریب کے ذریعے مسلمانوں سے ہی اقتدار چھین کر اس پر غاصبانہ قبضہ کیا تھا چنانچہ اس نے

Marfat.com

مسلمانوں کی قوت کو پاش پاش کرنے اور ان کی جمعیت کو کمزور کرنے کے لیے پوری منصوبہ بندی سے کام کیا۔ اسے سابقہ تجربوں اور باقاعدہ تحقیق کے ذریعے معلوم ہوا کہ اُمت مسلمہ کو میدان جنگ میں شکست دینا آسان کام نہیں لہٰذا مسلمانوں میں سے غدار تلاش کر کے ان کے ذریعے مسلمانوں کی اس قوت کو ختم کر دیا جائے جس کے لیے وہ اپنا سب کچھ قربان کرنے کو تیار ہو جاتے ہیں اور وہ دو باتیں ہیں۔

(1) محبت رسول ﷺ اور (2) جذبہ جہاد، چنانچہ ''بیس بڑے مسلمان'' نامی کتاب کے مقدمے میں علامہ خالد محمود (دیوبندی) رقمطراز ہیں۔

''1970ء میں لندن میں کانفرنس منعقد ہوئی جس میں کمیشن مذکور (انگریزوں نے جو کمیشن مقرر کیا تھا) کے نمائندگان کے علاوہ ہندوستان میں متعین کردہ مشینری کے پادری بھی دعوت خاص پر شریک ہوئے جس میں دونوں نے علیحدہ علیحدہ رپورٹ پیش کی جو کہ ''دی ارائیول آف برٹش ایمپائر ان انڈیا'' کے نام سے شائع کی گئی جس کے اقتباس پیش کیے جاتے ہیں۔''

رپورٹ سربراہ کمیشن ''سرولیم ہنٹر''...... ''مسلمانوں کا مذہبی عقیدہ یہ ہے کہ وہ کسی غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لیے غیر ملکی حکومت کے زیر سایہ نہیں رہ سکتے اور ان کے لیے غیر ملکی حکومت کے خلاف جہاد کرنا ضروری ہے جہاد کے اس تصور سے مسلمانوں میں ایک جوش اور ولولہ ہے اور وہ جہاد کے لیے ہر لحہ تیار ہیں ان کی یہ کیفیت کسی وقت بھی انہیں حکومت کیخلاف ابھار سکتی ہے۔''

''رپورٹ پادری صاحبان''...... ''یہاں کے باشندوں کی ایک بہت بڑی اکثریت پیری مریدی کے رجحانات کی حامل ہے اگر اس وقت ہم کسی ایسے غدار کو ڈھونڈنے میں کامیاب ہو جائیں جو ظلی نبوت کا دعویٰ کرنے کو تیار ہو جائے تو اس کے حلقہ نبوت میں ہزاروں لوگ جوق در جوق شامل ہو جائیں گے لیکن مسلمانوں میں اس قسم کے دعویٰ کے لیے کسی کو تیار کرنا ہی بنیادی کام ہے۔ یہ کام ہو جائے تو اس شخص کی نبوت کو حکومت کے زیر سایہ پروان چڑھایا

Marfat.com

جا سکتا ہے۔ ہم اس سے پہلے برصغیر کی تمام حکومتوں کو غدار تلاش کرنے کی حکمت سے شکست دے چکے ہیں وہ مرحلہ اور تھا اس وقت فوجی نقطہ نظر سے غداروں کی تلاش کی گئی تھی لیکن اب جبراً ہم برصغیر کے چپہ چپہ پر حکمران ہو چکے ہیں اور ہر طرف امن و امان بھی بحال ہو چکا ہے تو ان حالات میں ہمیں کسی ایسے منصوبے پر عمل کرنا چاہیے جو یہاں کے باشندوں کے داخلی انتشار کا باعث ہو۔" (''بیس بڑے مسلمان'' بحوالہ مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص 51، 52 حضرت ابوالحسن زید فاروقی، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور)

چنانچہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے انگریز کی نظر انتخاب ''مرزا غلام احمد قادیانی'' پر پڑی جسے پہلے جھوٹے نبی کی صورت میں پیش کر کے عوام کی عقیدت کا مرکز بنانے کی کوشش کی گئی اور پھر اس غدار سے ''جہاد اسلام کے خلاف فتویٰ'' دلایا گیا تاکہ ملت اسلامیہ، انگریز غاصب کے خلاف جہاد کے لیے تیار نہ ہو۔

چنانچہ مرزا غلام احمد قادیانی لکھتا ہے۔

''اللہ تعالیٰ نے بتدریج جہاد کی شدت کو کم کر دیا ہے چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانے میں بچوں کو بھی قتل کر دیا جاتا تھا اور حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں بچوں، بوڑھوں اور عورتوں کا قتل ممنوع قرار پایا اور اب میرے زمانے میں جہاد کو قطعی طور پر منسوخ کر دیا گیا۔ (اربعین (غلام احمد قادیانی) نمبر 4، ص 15، بحوالہ مرزائیت اور اسلام)

مرزا قادیانی نے جہاد کے خلاف فتویٰ انگریزوں کے ایجنٹ کے طور پر اور ان کے اشارے سے دیا اس کا ثبوت اس کا اپنا یہ بیان ہے۔ کہتا ہے:

''بعض احمق اور نادان یوں سوال کرتے ہیں کہ اس گورنمنٹ (برطانیہ) سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ یہ سوال ان کا نہایت ہی حماقت کا سوال ہے جس کے احسانات کا شکر عین فرض اور واجب ہو اس سے جہاد کیسا؟ میں سچ سچ کہتا ہوں کہ محسن کی بدخواہی کرنا ایک حرامی کا کام

Marfat.com

ہے۔'' (شہادت القرآن (قادیانی) بحوالہ آفتاب گولڑہ اور فتنۂ مرزائیت، ص157)

(مرزائیوں کو اپنے متنبی (جھوٹے نبی) کی یہ زبان اور اخلاق مبارک ہو)

یہ بات تو واضح ہوگئی کہ مرزا غلام احمد قادیانی انگریز کا خود کاشتہ پودا تھا اور اس کے ذریعے مسلمانوں کو جذبہ جہاد سے محروم کر کے ہمیشہ کے لیے انگریزوں کا غلام بنانا تھا لیکن انگریزوں نے ایک دوسرا طبقہ بھی تیار کیا جس کی ذمہ داری مسلمانان ہند کے دلوں کو محبت رسول ﷺ کی دولت سے محروم کرنا تھا جو مسلمان کی سب سے گراں مایہ متاع حیات ہے۔

علامہ خالد محمود نے ایک خاص مکتب فکر سے تعلق کی وجہ سے اس سازش سے پردہ نہ اٹھایا جو یقیناً قلمی خیانت کے زمرے میں آتی ہے لیکن حقیقت بہرحال حقیقت ہوتی ہے وہ لاکھ پردوں کے پیچھے بھی ہو تو آشکارا ہو جاتی ہے۔

برصغیر میں ''عشق مصطفیٰ ﷺ'' کے روشن چراغ کو بجھانے کی مذموم سعی کے لیے ''اسماعیل دہلوی'' نے اپنی رسوائے زمانہ کتاب ''تقویۃ الایمان'' کے ذریعے اُمت مسلمہ کے انتشار و افتراق میں نمایاں کردار ادا کیا۔ مولوی سید احمد رضا بجنوری (دیوبندی) نے بھی اس حقیقت کا برملا اعتراف کیا ہے، وہ لکھتے ہیں:

> ''افسوس ہے کہ اس کتاب کی وجہ سے مسلمانان ہند و پاک جن کی تعداد انیس کروڑ سے زیادہ ہے اور تقریباً نوے فیصد حنفی المسلک ہیں، دو گروہوں میں بٹ گئے، ایسے اختلافات کی نظیر دنیائے اسلام کے کسی خطے میں بھی ایک امام اور ایک مسلک کے ماننے والوں میں موجود نہیں ہے۔'' (انوار الباری، جلد ۱۱، ص ۱۰۷، بحوالہ مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان، ص50، از حضرت ابوالحسن زید فاروقی مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور)

یہ کتاب بھی انگریز کے اشارے پر لکھی گئی یا کم از کم انگریز نے اسے پسند کیا کیونکہ یہ اس کے مقاصد کو پورا کرنے میں ممد و معاون ثابت ہوئی۔

ڈاکٹر قمر النساء نے ایم اے عربی میں ''علامہ فضل حق خیر آبادی'' کتاب لکھ کر ''عثمانیہ یونیورسٹی'' حیدر آباد دکن سے ڈاکٹریٹ کی ڈگری حاصل کی ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب میں لکھا ہے:

Marfat.com

''پروفیسر محمد شجاع الدین صدر شعبہ تاریخ دیال سنگھ کالج لاہور نے جن کی وفات 1965ء میں ہوئی، اپنے ایک خط میں پروفیسر خالد بزمی کو لکھا ہے اور اس کا اعتراف کیا ہے کہ انگریزوں نے کتاب ''تقویۃ الایمان'' بغیر قیمت کے تقسیم کی ہے۔'' (العلامہ فضل حق خیرآبادی (عربی) ص187۔188، حاشیہ مکتبہ قادریہ، لاہور)

اس پر تبصرہ کرتے ہوئے حضرت زید ابوالحسن فاروقی لکھتے ہیں:

''انگریزوں نے وہ ہنگامے دیکھے جو 1340ھ/1925ء میں دلی کی جامع مسجد میں ہوئے اور پھر دیکھا کہ کس طرح مسلمان فرقوں اور ٹولیوں میں بٹے اور یہ سب کچھ اس کتاب کی وجہ سے ہوا لہٰذا اس کتاب کو ہندوستان کے گوشے گوشے تک پہنچایا جائے تاکہ مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے مخالف ہوں، وہ آپس میں لڑیں اور انگریز سکون سے حکومت کرے۔'' (مولانا محمد اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص51)

اس طولانی تمہید کا مقصد قارئین پر یہ واضح کرنا ہے کہ یہ دونوں تحریکیں انگریز کی مرہون منت اور مسلمانوں کے خلاف اس کی سازش کی پیداوار ہیں۔ یہاں یہ بات عرض کرنا بھی دلچسپی سے خالی نہ ہوگی کہ مرزا غلام احمد کا خاندان انگریزوں کا خیرخواہ اور مسلمانوں کا دشمن تھا۔

1857ء کی جنگ آزادی میں مرزا غلام احمد کے خاندان نے مسلمان حریت پسندوں کے خلاف اور انگریزوں کے حق میں کارہائے نمایاں انجام دیئے۔ مرزا غلام مرتضیٰ (مرزا غلام احمد کے والد) جوکہ اب بوڑھے ہو چکے تھے اور خود فوجی خدمت کے قابل نہ رہے تھے اس نے پچاس گھوڑے مع سوار انگریزوں کی خدمت میں پیش کیے اور اپنے بیٹے مرزا غلام قادر (جوکہ مرزا غلام احمد سے بڑا تھا) کو باقاعدہ انگریزی فوج میں بھرتی کروادیا جس نے 1857ء کی جنگ آزادی میں انگریزوں کے ایماء پر شرکت کرکے سیالکوٹ کے حریت پسندوں کو تہ تیغ کیا کیونکہ وہ اس وقت

Marfat.com

46 نیوانفنٹری میں ملازم تھا جو جنرل نکلسن کی قیادت میں اسی مہم پر معمور تھی۔ (تاریخ محاسبہ قادیانیت،از خالد بشیر احمد،ص23)

مرزا غلام احمد نے خود ان خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے لکھا ہے:

''میں ایک ایسے خاندان سے ہوں جو اس گورنمنٹ کا پکا خیر خواہ ہے میرا والد مرزا غلام مرتضیٰ گورنمنٹ کی نظر میں وفادار اور خیر خواہ آدمی تھا جن کو دربار گورنری میں کرسی ملتی تھی اور جن کا ذکر گریفن صاحب کی تاریخ رئیسان پنجاب میں ہے اور 1857ء میں انہوں نے اپنی طاقت سے بڑھ کر سرکار انگریز کی مدد کی تھی یعنی پچاس گھوڑے اور سوار بہم پہنچا کر عین زمانہ غدر کے وقت میں سرکار انگریز کی امداد میں دیئے تھے۔'' (کتاب الابریہ اشتہار مورخہ 30 ستمبر 1897ء،ص3 بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت،ص23،24)

ہندوستان میں تحریک وہابیت کے بانی مولوی اسماعیل دہلوی اور ان کے مرشد سید احمد بریلوی بھی اسی طرح انگریز کے خیر خواہ اور مسلمانوں کے دشمن تھے جس طرح مرزا غلام احمد کے خاندان نے انگریز کی نمک حلالی کا ثبوت دیا ہے۔

مولوی محمد حسین لاہوری نے لکھا ہے:

''مفسدہ 1857ء (جنگ آزادی کو مفسدہ قرار دے رہے ہیں) میں جو مسلمان شریک ہوئے تھے وہ سخت گناہگار اور بحکم قرآن و حدیث مفسد اور باغی بدکردار تھے اکثر ان میں عوام کالانعام تھے بعض جو خواص و علماء کہلاتے تھے وہ بھی اصل علوم دین قران و حدیث سے بے بہرہ تھے (حالانکہ تحریک آزادی کے جہاد میں علامہ فضل حق خیر آبادی اور دیگر اکابر علماء اہلسنت شریک تھے ''ہزاروی) ...... یہی وجہ تھی کہ مولوی اسماعیل دہلوی جو حدیث و قرآن سے باخبر اور اس کے پابند تھے اپنے ملک ہندوستان میں انگریزوں سے (جن کے امن میں رہتے تھے) نہیں لڑے۔''

(الاقتصاد فی مسائل الجہاد،از مولوی محمد حسین لاہوری،ص49،50)

Marfat.com

اس سے پہلے کہ گفتگو کو آگے بڑھایا جائے مولوی اسماعیل دہلوی کی علمیت کا خود ان کے گھر کی شہادت سے تذکرہ ضروری ہے تاکہ ان لوگوں کی دیانت کا بھانڈا عین چورا ہے میں پھوٹے کہ علماء اہلسنت جنہوں نے تحریک آزادی میں حصہ لیا ان کو قرآن وسنت سے بے بہرہ اور اسماعیل دہلوی کو قرآن وسنت سے باخبر قرار دیا جا رہا ہے۔

ارواح ثلاثہ میں ہے:

''مولانا محمد علی و مولانا احمد علی اور شاہ عبدالعزیز نے کہا مولوی اسماعیل نے رفع یدین شروع کر دیا ہے اس سے مفسدہ پیدا ہوگا۔ شاہ عبدالعزیز نے اپنے چھوٹے بھائی شاہ عبدالقادر سے کہا میاں! تم اسماعیل کو سمجھا دو کہ رفع یدین نہ کرے۔ انہوں نے کہا حضرت میں کہہ تو دوں گا مگر وہ مانے گا نہیں اور حدیثیں پیش کرے گا اور پھر شاہ عبدالقادر نے مولوی محمد یعقوب کی معرفت مولوی اسماعیل سے کہلوایا۔ اگر تو تم رفع یدین چھوڑ دو خواہ مخواہ فتنہ ہوگا مولوی اسماعیل نے مولوی یعقوب سے کہا تو پھر اس حدیث کے کیا معنی ہوں گے۔ مَنْ تَمَسَّكَ بِسُنَّتِيْ عِنْدَ فَسَادِ اُمَّتِيْ فَلَهٗ اَجْرُ مِائَةِ اَجْرِ مِائَةِ شَهِيْدٍ۔ جو آدمی میری اُمت کے فساد کے وقت میری حدیث پر عمل کرے اس کے لیے سو شہید کا ثواب ہے۔ (مشکوٰۃ شریف، ص30، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ۔)

جب یہ جواب عبدالقادر کو پہنچا تو انہوں نے کہا ہم تو سمجھے تھے اسماعیل عالم ہو گیا ہے مگر وہ ایک حدیث کا معنی بھی نہیں سمجھا یہ حکم اس وقت ہے جب سنت کے مقابلے میں خلاف سنت ہو اور مَانَحْنُ فِيْهِ (ہمارے زیر بحث مسئلہ) میں سنت کے مقابلے میں دوسری سنت ہے کیونکہ جس طرح رفع یدین سنت ہے اس طرح (ہاتھ نہ اٹھانا) بھی سنت ہے۔ (حالانکہ اب ہاتھ نہ اٹھانا سنت ہے کیونکہ یہ بعد کا عمل اور حکم ہے، ہزاروی)

Marfat.com

''ہمفرے کے اعترافات'' سے واضح ہوتا ہے کہ تحریک وہابیت کا (اصل) بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی انگریزوں کا ایجنٹ تھا۔ برطانوی جاسوس ہمفرے جسے اسلامی ممالک میں متعین کیا گیا تھا اس نے محمد بن عبدالوہاب نجدی کو اپنے دام تزویر میں پھنسایا اور پھر اس سے مسلمانوں کے درمیان افتراق پیدا کرنے اور ان کے مسلمہ عقائد کے خلاف اپنے من گھڑت عقائد رائج کرنے کے لیے استعمال کیا حتیٰ کہ محمد بن عبدالوہاب بھی مرزا قادیانی کی طرح جہاد کے خلاف انگریزوں کی چال کا شکار ہو گیا اس سلسلے میں درج ذیل اقتباس قابل توجہ ہے (ہمفرے کہتا ہے) میں نے آہستہ آہستہ اس اونچی اڑان والے خود پرست انسان (محمد بن عبدالوہاب) کو اپنی گفتگو کی لپیٹ میں لینا شروع کیا یہاں تک کہ اس نے حقیقت سے کچھ زیادہ ہی آزاد خیال بننے کی کوشش کی۔ ایک دن میں نے اس سے پوچھا کیا جہاد واجب ہے؟ اس نے کہا کیوں نہیں خداوند عالم فرماتا ہے کافروں سے جنگ کرو۔

میں نے کہا، خداوند عالم فرماتا ہے کافروں اور منافقوں دونوں سے جنگ کرو اور اگر منافقوں سے جنگ واجب ہے تو پھر پیغمبر ﷺ نے منافقوں سے جنگ کیوں نہیں کی؟

محمد بن عبدالوہاب نے جواب دیا جہاد صرف میدان جنگ ہی میں نہیں ہوتا پیغمبر خدا نے اپنی رفتار و گفتار کے ذریعے منافقوں سے جنگ کی ہے۔ میں نے کہا، پھر اس صورت میں کفار کے ساتھ جنگ بھی رفتار و گفتار کے ساتھ واجب ہے۔ اس نے جواب دیا، اس لیے کہ پیغمبر ﷺ نے جنگ کے میدان میں ان کے ساتھ جہاد کیا ہے۔

میں نے کہا، کفار کے ساتھ رسول خدا ﷺ کی جنگ اپنے دفاع کے لیے تھی کیونکہ وہ ان کی جان کے دشمن تھے۔

> ''محمد عبدالوہاب نے اپنا سر ہلایا اور میں نے محسوس کیا کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں۔ گویا انگریز نے نجدی اور اس کے پیروکاروں کی تلوار کا رخ اپنے آپ سے ہٹا کر مسلمانوں کی طرف کر دیا۔''
>
> (مولانا محمد اسماعیل اور تقویت الایمان، ص 98)

چنانچہ جہاں اس نے مسلمانوں کے مسلمہ عقائد و معمولات پر شب خون مارا وہاں

Marfat.com

ان کا ناحق خون بھی کیا اور ہندوستان میں نجدی کے سب سے پہلے پیروکار اسماعیل دہلوی نے بھی یہی راہ اختیار کی۔

حضرت ابوالحسن زید فاروقی لکھتے ہیں:

''مولانا اسماعیل نے نجدی کی پیروی میں وہی قدم اٹھایا جو نجدی اٹھا چکا تھا کہ جو شخص اس کی تعلیمات کو تسلیم نہ کرے وہ قتل کیا جائے اور مسلک اہل ہوا کا ہے۔'' (مولانا محمد اسماعیل اور تقویت الایمان، ص98)

وہ مزید لکھتے ہیں:

''محمد بن عبدالوہاب نے ناکردہ گناہ عاجز مسلمانوں پر شب خون مارنے اور قتل کرنے کے لیے خوارج وغیرہ کے مسلک کو اختیار کیا اور مولانا اسماعیل نے چارسدہ پہنچتے ہی وہی راہ وروش اختیار کی اور عاجز مسلمانوں کو قتل کرنے کا فتویٰ صادر کر دیا۔ (ایضاً، ص84)

کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ ایک طرف مسلمانوں کا قتل جائز قرار دیا جا رہا ہے اور دوسری طرف انگریزوں کے خلاف جہاد کو غداری سے تعبیر کیا جا رہا ہے۔

مولانا جعفر تھانیسری لکھتے ہیں:

''یہ بھی صحیح روایت ہے کہ اثنائے کلکتہ میں جب ایک روز مولانا محمد اسماعیل شہید وعظ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے مولانا سے یہ فتویٰ پوچھا کہ سرکار انگریز سے جہاد کرنا درست ہے یا نہیں؟ اس کے جواب میں مولانا نے فرمایا کہ ایسی بے رو و ریا اور غیر متعصب سرکار سے کسی طرح بھی جہاد کرنا درست نہیں۔'' (سوانح احمد بحوالہ تحریک حقائق بالاکوٹ، ص70)

اسلام اور مسلمانوں کے خلاف ان دو بڑے فتنوں اور سازشوں کا مقابلہ کرنے کے لیے جہاں دیگر علماء اہلسنت اپنی مساعی بروئے کار لائے وہاں اس سلسلے میں اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قیادت و امامت کے فرائض انجام دیئے۔ اول الذکر نے علمی، تحقیقی، فقہی کاوشوں کے ساتھ ساتھ تحفظ

Marfat.com

ناموس رسالت کی ذمہ داری کو جس احسن انداز میں نبھایا برصغیر کے علماء میں یہ صرف انہی کا حصہ ہے۔اعلیٰ حضرت بریلوی رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں گستاخان رسول ﷺ کی سرکوبی کی وہاں قادیانی دجال کے رو سے بھی غفلت نہیں برتی۔آپ نے دس وجوہ سے مرزا غلام احمد کا کفر ثابت کیا ہے۔اپ کے اسی فتویٰ کی عظمت کی طرف اشارہ کرتے ہوئے خالد بشیر احمد اپنی کتاب ''تاریخ محاسبہ قادیانیت'' میں لکھتے ہیں:

''ذیل کا فتویٰ آپ (امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ) کی علمی استطاعت، فقہی دانش اور دینی بصیرت کا ایک تاریخی شاہکار ہے جس میں آپ نے مرزا غلام احمد کے کفر کو خود ان کے دعویٰ کی روشنی میں نہایت مدلل طریقے سے ثابت کیا ہے یہ فتویٰ مسلمانوں کا وہ علمی و تحقیقی خزانہ ہے جس پر مسلمان جتنا بھی ناز کریں کم ہے۔'' (تاریخ محاسبۂ قادیانیت، ص460)

اس سے پہلے آپ کے صاحبزادے حضرت علامہ مولانا حامد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ نے ''الصارم الربانی علی اسراف القادیانی'' کے نام سے ایک رسالہ مبارکہ لکھا تھا۔اللہ تعالیٰ کی رحمت بالغہ کے تحت حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ دونوں کی پیدائش 1856ء میں ہوئی 1857ء میں انگریزوں کے خلاف جنگ لڑی گئی اور اس میں نام نہاد مسلمانوں کی غداری کی وجہ سے بظاہر مسلمان شکست سے دوچار ہوئے اور اب انہوں نے اپنے منصوبے پر تیزی سے کام شروع کر دیا لیکن الحمد اللہ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان رحمۃ اللہ علیہ گستاخانہ لٹریچر کے خلاف اور حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتنہ قادیانیت کے خلاف اس طرح میدان میں اترے کہ انگریز اپنے مذموم مقاصد میں کلی طور پر کامیاب نہ ہو سکا۔

مرزا غلام احمد سکھ حکومت کے آخری دور میں ضلع گورداسپور کے قصبے قادیان میں پیدا ہوا۔۱۸۵۷ء میں اس کی عمر ۱۶، ۱۷ سال تھی۔ابتدائی دور میں کچھ دینی تعلیم حاصل کرنے کے بعد (جو بھی ادھوری تھی) ملازمت اختیار کر لی جو بعد میں چھوڑ دی گئی تذکرہ نگاروں کے مطابق دوران ملازمت مرزا نے سیالکوٹ میں عیسائیوں سے مناظرے

Marfat.com

شروع کیے لیکن اندرون خانہ علیحدگی میں پادریوں سے ملتے بھی رہے اور پادری بھی ان سے ملاقات کے لیے جاتے تھے۔

ملازمت سے استعفیٰ دینے کے کچھ عرصہ بعد مرزا غلام احمد قادیان میں گھر پر رہے اور پھر لاہور میں مولوی محمد حسین بٹالوی کے پاس مسجد چینیاں والی میں سکونت اختیار کر لی ان دنوں لاہور کی مذہبی فضا کو ایک ہندو پنڈت دیانند سرسوتی کے مناظروں نے اچھا خاصا مکدر کر رکھا تھا۔ مرزا غلام احمد نے حصول شہرت اور مسلمانوں کو اپنی طرف راغب کر کے پادریوں سے حاصل ہونے والی خفیہ پالیسیوں پر عملدرآمد کے لیے پنڈت جی سے اور (دکھاوے کے لیے) پادریوں سے مناظرے شروع کر دیئے۔ جب لوگوں کی توجہ کو اپنی طرف مبذول کر لیا تو الہامات کا پرچار وسیع پیمانے پر شروع کر دیا اور تنہائی میں جو الہامات سوچ کر گھڑے جاتے ایک ہندو لڑکے سے لکھوا لیے جاتے جو اس مقصد کے لیے ملازم رکھا گیا تھا۔ حصول شہرت کے لیے دوسرے مرحلے پر انہوں نے تصنیف و تالیف کا کام شروع کر دیا چنانچہ 1879ء میں مرزا غلام احمد نے ایک کتاب ''براہین احمدیہ'' کے نام سے لکھ ڈالی۔

1880ء میں جب مرزا کی شخصیت ہر طرف متعارف ہو چکی تھی اور تالیف و تصنیف کے نام پر ایک خاصی رقم بھی اکٹھی ہو گئی تو مرزا نے اگلا قدم یوں اٹھایا کہ ''مامور من اللہ'' ہونے کا دعویٰ کیا کہ وہ اسلام کی صدارت کے لیے اللہ تعالیٰ کی طرف سے مامور ہیں اور دیگر تمام مذاہب کو مطمئن کرنے کے لیے تیار ہیں۔

اس کے بعد مرزا غلام احمد نے دعویٰ نبوت کی طرف قدم بڑھایا اور اس سے پہلے مجدد ہونے کا دعویٰ کر دیا۔

1884ء میں جب ''براہین احمدیہ'' کی چار جلدیں مکمل ہوئیں تو اہل علم حضرات میں بھی مرزا صاحب کے بارے میں چہ میگوئیاں شروع ہوئیں۔

یہ دعویٰ نبوت کی بنیاد تھی چنانچہ مرزا غلام احمد خود کہتا ہے:

''یہ عاجز خدا کی طرف سے امت کے لیے محدث ہو کر آیا ہے اور محدث بھی ایک معنی سے نبی ہی ہوتا ہے گو اس کے لیے نبوت تمام

Marfat.com

نہیں ہوتی مگر تاہم جزوی طور پر وہ ایک نبی ہی ہے۔

(توضیح مرام (مرزا قادیانی) بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص67)

اس کے بعد حکیم نورالدین کے مشورے سے ''مسیح موعود'' ہونے کا دعویٰ کیا، مرزا لکھتا ہے:

''جو کچھ اس مخدوم نے تحریر فرمایا ہے اگر دمشقی حدیث کے مصداق کو علیحدہ چھوڑ کر الگ مثیل معود کا دعویٰ ظاہر کیا جائے تو کیا حرج ہے۔''

(مجموعہ مکاتب بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص68)

''یہ 1891ء کی بات ہے اور 1890ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ جن کی عمر اس وقت 34 سال تھی حج کی غرض سے حرمین طیبین تشریف لے گئے جب وہاں آپ کی ملاقات حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ سے ہوئی تو انہوں نے کشف کی بنا پر حضرت پیر صاحب کو آگاہ فرمایا کہ عنقریب سرزمین ہند میں ایک عظیم فتنہ ظاہر ہونے والا ہے ایسے میں آپ ہندوستان میں زیادہ بہتر خدمات انجام دے سکیں گے کیونکہ اس وقت اگر آپ اپنے وطن میں بالفرض خاموش بھی رہے تو بھی ملک کے علماء اس فتنے سے محفوظ رہیں گے۔ چنانچہ آپ حضرت حاجی صاحب کی خواہش کے مطابق واپس ہندوستان تشریف لائے جس کے ایک سال بعد 1891ء میں مرزا نے قادیان نے نبوت کا دعویٰ کی جو بعد میں ہندوستان کے مسلمانوں کے لیے ایک فتنہ ثابت ہوا'' (تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص161)

''حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ عالم رویا میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے مرزا غلام احمد قادیانی کی تردید کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ یہ شخص میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے کتر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔'' (مہر منیر، ص203)

Marfat.com

حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اشارے اور حضور علیہ السلام کی زیارت اور ارشاد گرامی کی وجہ سے آپ اس فتنے سے پوری طرح آگاہ ہو چکے تھے۔

اسی اثنا میں آپ کو مرزا غلام احمد قادیانی کی طرف سے ایک مطبوعہ دعوت نامہ موصول ہوا جس میں کہا گیا تھا کہ میں (مرزا غلام احمد) مسیح موعود ہوں اور ہندوستان میں احیاء دین اور عروج اسلام کے لیے مامور کیا گیا ہوں آپ اس کام میں میری مدد کریں۔

حضرت خواجہ عالم نے جواب میں لکھ بھیجا کہ میں آپ کو مسیح موعود اور مامور من اللہ تسلیم کرنے سے انکار کرتا ہوں۔ اس کے بعد مرزا غلام احمد نے ایک اور اشتہار کے ذریعے ہندوستان کے تمام درویش صفت بزرگوں کو ایک چیلنج کیا لیکن کسی بھی بزرگ نے اس کی طرف توجہ نہ دی تو مرزا نے جھنجلاہٹ میں اخبار ''ایام الصلح'' میں یہ اشتہار دیا۔

> ''اس وقت آسمان کے نیچے کسی کی مجال نہیں کہ وہ میری برابری کی لاف مار سکے۔ میں اعلانیہ اور بلا کسی خوف کے کہتا ہوں کہ اے مسلمانو! تم میں بعض لوگ محدثیت اور مفسریت کے بلند بانگ دعوے کرتے ہیں اور بعض از راہ ناز زمین پر پاؤں بھی نہیں رکھتے اور کئی خدا شناسی کا دم مارتے ہیں اور چشتی، قادری، نقشبندی اور سہروردی کہلاتے ہیں ذرا ان کو میرے سامنے تو لاؤ۔''

چنانچہ اس چیلنج کو حضرت خواجہ پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے قبول کیا اور 1899ء میں ''شمس الہدایت'' کے نام سے ایک اہم رسالہ شائع کر کے تمام ہندوستان میں تقسیم فرمایا یہ رسالہ مبارکہ تمام اہل علم نے پسند کیا۔ آپ نے قرآن و حدیث کی روشنی میں نہایت علمی انداز میں ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمانوں پر زندہ موجود ہیں اور قیامت کے قریب تشریف لائیں گے۔

آپ نے اس رسالہ کی ایک کاپی مرزا غلام احمد کے نام بھی بھیجی جس سے قادیان میں ایک شور برپا ہو گیا اور ملک کے طول و عرض میں مرزا غلام احمد کے عقائد کے خلاف

Marfat.com

ایک ہلچل مچ گئی۔

اس سے پہلے کہ اگلے مرحلے کا ذکر کیا جائے یہ بات جاننا ضروری ہے کہ حضرت پیر صاحب سے پہلے مرزا غلام احمد کے ساتھ جتنے لوگوں نے مقابلہ کی کوشش کی ان کی مساعی کوئی خاطر خواہ نتیجہ سامنے لانے میں ناکام رہی۔

مولوی محمد حسین بٹالوی کے ساتھ مناظرہ طے ہوا لیکن مرزا غلام احمد کی کچھ شرائط انہیں منظور نہ تھیں لہٰذا یہ معاملہ یہاں ہی ختم ہو گیا۔

علمائے لدھیانہ کے ساتھ مناظرہ کے سلسلے میں مرزا نے ان کی شرائط کو منظور نہ کیا اس کے بعد مرزائیوں نے اپنی خفت مٹانے کے لیے مولوی محمد حسن بٹالوی سے مناظرہ کیا لیکن یہ بحث بھی جلد ہی ختم کر دی گئی اور مناظرہ بے نتیجہ رہا۔

اس کے علاوہ مولوی عبدالحق غزنوی امرتسری کا مباہلہ، دہلی میں مولوی نذیر حسین دہلوی کے ساتھ مناظرہ اور سرسید احمد خان کے ساتھ خط و کتابت، یہ تمام کوششیں اپنی جگہ مسلم ہیں لیکن جس طرح حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے قادیانی دجال کی گرفت فرمائی ہے وہ ایک ناقابل تردید کامیاب کوشش ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ حضرت پیر صاحب کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ قلمی میدان میں آپ کو نہ صرف اس اعتبار سے سبقت حاصل ہے کہ سب سے پہلے مرزا کے خلاف آپ کا قلم حرکت میں آیا بلکہ آج تک ردقادیانیت میں لکھی جانے والی کتب میں علمی اعتبار سے آپ کی کتب سب سے آگئے ہیں۔ مولانا رفیق دلاوری نے لکھا ہے:

> ''مرزائیت کی تردید میں جو ہزاروں لاکھوں کتابیں لکھی گئیں ان میں شاید سب سے پہلی کتاب ''شمس الہدایت'' تھی جو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب گولڑوی نے آج سے تقریباً چالیس سال پہلے زیب رقم فرمائی۔ اس کتاب میں مسئلہ حیات مسیح علیہ السلام کو اس طرح منقح کیا گیا ہے کہ اس کے بعد کسی دلیل کی حاجت نہیں رہتی جب یہ کتاب شائع ہوئی تو مرزائی حلقوں میں کہرام مچ گیا۔
>
> (ائمہ تلبیس بحوالہ تاریخ، ص 191)

Marfat.com

مرزا غلام احمد نے شمس الہدایت کا جواب دینے کی بجائے 22ر جولائی 1900ء کو عربی میں تفسیر نویسی کے تحریری مناظرے کا چیلنج دیا اس سلسلے میں قادیانی کے اشتہار کا ایک اقتباس حسب ذیل ہے:

''مناسب ہے کہ لاہور میں جو صدر مقام پنجاب ہے صادق اور کاذب کو پرکھنے کے لیے ایک جلسہ قرار دیا جائے اور اس طرح پر مجھ سے مباحثہ کریں کہ قرعہ اندازی کے طور پر قرآن شریف کی کوئی صورت نکالیں اور اس میں سے چالیس آیات یا ساری سورت (اگر چالیس آیات سے زیادہ نہ ہو) لے کر فریقین یعنی یہ عاجز اور مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ اول تو یہ دعا کریں کہ الٰہی ہم دونوں میں سے جو شخص تیرے نزدیک راستے پر ہے اس کو تو اس جلسہ میں اس سورت کے حقائق اور معارف فصیح اور بلیغ عربی میں عین اس جلسہ میں لکھنے کے لیے اپنی طرف سے ایک روحانی قوت عطا فرما اور روح القدس سے اس کی مدد فرما اور جو شخص ہم دونوں میں سے تیری مرضی کے مخالف ہے اور تیرے نزدیک صادق نہیں اس سے یہ توفیق چھین لے...... پھر اس دعا کے بعد فریقین عربی زبان میں اس تفسیر کو لکھنا شروع کر دیں اور یہ ضروری شرط ہوگی کہ کسی فریق کے پاس کوئی کتاب موجود نہ ہو اور نہ کوئی مددگار رہے۔''

اس کے ساتھ ہی مرزا قادیانی نے پورے ہندوستان کے مقتدر علماء کرام کو پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ ہی چیلنج دے دیا اس اشتہار میں مختلف مکاتب فکر کے 86 جید علماء و مشائخ کے اسماء گرامی درج ہیں۔

قادیانی کا اشتہار 25ر جولائی 1900ء کو گولڑہ شریف میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ صاحب کو موصول ہوا۔ اپ نے اسی دن اس کا جواب تحریر کر کے راولپنڈی کے ایک اخبار ''چودھویں صدی'' میں شائع کرا دیا اور مرزا قادیانی کی خواہش کے مطابق یہ جواب اشتہار کی

Marfat.com

صورت میں پانچ ہزار کاپیاں چھپوا کر پورے ہندوستان کے علماء کرام اور عوام تک پہنچادیں۔

آپ نے اپنے جوابی اشتہار میں مرزا قادیانی کو جو کچھ لکھا اس کا یہ ایک اقتباس آپ کی علمی جلالت اور ہمت واستقامت کا واضح ثبوت ہے۔آپ نے لکھا......

مجھ کو دعوت حاضر جلسہ منعقد لاہور بمع شرائط مجوزہ مرزا صاحب بسر و چشم منظور ہے میں امید کرتا ہوں کہ مرزا صاحب بھی میری ایک ہی گزارش کو بہ سلک شرائط مجوزہ منسلک فرمائیں گے وہ یہ کہ مدعی مسیحیت ومہدویت ورسالت، لسانی تقریر سے بمشافہ حضار جلسہ اپنے دعویٰ کو پایہ ثبوت تک پہنچادیں۔ بعد اس کے کہ مرزا صاحب اپنے دعویٰ کو پایہ ثبوت نہیں پہنچاسکے مرزا صاحب کو بیعت توبہ کرنا ہوگی...... بعد اس کے عقائد مدودہ مرزا صاحب ہیں جن میں جناب ساری امت سے متفرد ہیں۔ بحث تقریری و اظہار رائے ہو کر مرزا صاحب کو اجازت مقابلہ تحریری کی دی جائے گی۔ یہ وہ شرط ہے کہ جناب کے دعویٰ اور تحقیق حق کے لیے عند العقلاء مقتضی بالطبع ہے ظاہر ہے کہ تیزی نویسی اور قافیہ سجی کو بعد بطلان مضامین کے کچھ وقعت اور عظمت نہیں۔

حقیقت مضامین کا محفوظ رہنا عیاران صداقت کے لیے مہتم بالشان ہے اظہار حقیقت اس کے بغیر متصور ہی نہیں کیونکہ مرزا صاحب کے حقائق و معارف قرآنیہ سے تو ان کی تصانیف بھری ہوئی ہیں اور وہی جناب کے دعویٰ کو عدم حقیقت کی وجہ سے دھبہ لگا رہے ہیں۔ علماء کرام کی تحریرات اور اہل دیانت وفہم کامل کی تقریرات اس پر شاہد ہیں۔ تیز نویسی چونکہ بروز عیسوی اور بروز محمدی سے بالکل اجنبی اور برطرف ہے لہٰذا اس کو مؤخر رکھا جائے گا۔اس شرط کی منظوری سے مع تاریخ مقررہ کے مشرف فرمائیں نہایت ممنون ہو کر حاضر ہوں گا......

آپ نے پیشین گوئی فرماتے ہوئے فرمایا:

''قانون فطرت اور کرات ومرات کا تجربہ مع شہادت ''ولن تجد لسنته الله تبدیلا'' (اور تم ہرگز اللہ تعالیٰ کی سنت میں تبدیلی نہیں پاؤ گے) کے پیش گوئی کر رہا ہوں کہ آپ کو عین وقت بحث میں الہام سکوتی ہو جائے گا آپ فرمائیں اس کا کیا علاج ہوگا......مشائخ عظام

Marfat.com

اور علماء کرام کی تشریف آوری سے بغیر از تضیع اوقات و تکلیف عبث کیا حاصل ہو گا۔ لہٰذا عرض کرتا ہوں کہ شرق سے غرب تک ان بزرگواروں کو آپ کیوں تکلیف محض دیتے ہیں۔ فقط یہ ایک ہی نیاز مندان کا حاضر ہو جائے گا بشرط معروض الصدر نامنظور شرط مذکور یا غیر حاضر جناب کی دلیل ہو گی آپ کے کاذب ہونے پر...... حسب طلب یہ اشتہار بذریعہ رجسٹری ابلاغ ہے اور میں برائے اختیار اشتہار دعوت 25/ اگست 1900ء بمقام لاہور مقرر کرتا ہوں برائے مہربانی آپ تاریخ مقررہ پر تشریف لائیں۔'' (مہر منیر، ص 211، 212)

آپ کے اس اشتہار کے علاوہ ہندوستان بھر سے ساٹھ علماء کرام کی جانب سے بھی ایک اشتہار شائع ہوا جس میں انہوں نے مرزا صاحب کے اس چیلنج کو قبول کرتے ہوئے ۲۵/ اگست کو لاہور پہنچنے کا اعلان کیا نیز اسی اشتہار میں علماء کرام نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی شرط برائے مناظرہ تقریری کو جائز اور ضروری قرار دیا تاکہ اصل مسئلہ بھی اس کے ساتھ ہی حل ہو جائے......

علماء کرام نے اعلان کیا کہ علم تفسیر اور عربی کمالات کا مظاہرہ ایک ثانوی حیثیت رکھتا ہے جبکہ مرزا صاحب کے دعویٰ اور ان پر بات چیت ایک بنیادی امر ہے۔

ہندوستان بھر کے لوگ 25/ اگست کا شدت سے انتظار کر رہے تھے لیکن حضرت پیر صاحب نے تقریری مناظرہ کی جو شرط رکھی تھی اور اس بات کا تعلق بنیادی اختلاف سے تھا۔ اس نے مرزا قادیانی کے چھکے چھڑا دیئے چنانچہ مباحثہ میں صرف چار دن باقی تھے کہ قادیانیوں کی طرف گولڑہ شریف پہنچ کر مرزا صاحب کو تقریری مناظرہ کی شرط منظور نہیں۔

اس کے جواب میں ایک خط بذریعہ رجسٹری مرزا قادیانی کو ارسال کیا گیا کہ اگر وہ مباحثہ کی شرائط میں ترمیم کرانا چاہتے ہیں تو بروقت اطلاع کریں لیکن مرزا صاحب پہلے تو خاموش رہے اور بعد میں نامنظوری کا پروانہ گولڑہ شریف روانہ کر دیا۔

اس کے بعد 21 یا 22 اگست کو حضرت پیر صاحب کی طرف سے راولپنڈی سے

Marfat.com

ایک اعلان شائع ہوا کہ آپ 25/اگست کو تقریری اور تحریری مناظرہ کے لیے لاہور تشریف لے جائیں گے۔

چنانچہ اس اعلان کے ساتھ ہی ہندوستان بھر سے تمام مکاتب فکر کے لوگ حتیٰ کہ مرزائی بھی لاہور پہنچنا شروع ہو گئے۔ لاہور میں ایک میلے کا سماں تھا، مدارس دینیہ، سرائیں، ہوٹل اور مسجدیں باہر سے آنے والوں سے بھر گئیں۔

تمام مکاتب فکر کے لوگ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی قیادت پر متفق ہو چکے تھے۔

جناب خالد بشیر احمد لکھتے ہیں:

''ایک اور خاص بات جو دیکھنے میں آئی یہ تھی کہ مسلمانوں کے تمام فرقے ایک پلیٹ فارم پر جمع تھے اور اتفاق و برکت کی لہر پورے ہندوستان کے مسلمانوں کو اپنی لپیٹ میں لے چکی تھی۔

جس کا سہرا اسلام کے نامور فرزند پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سر پر تھا وہی اس پورے معرکہ میں ایک راہبر و راہنما کی حیثیت رکھتے تھے کیونکہ عملی طور پر تمام اسلامی فرقوں نے انہیں اس معاملہ میں قائد تسلیم کر لیا تھا۔ (تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص187)

لاہور اسٹیشن پر حضرت تاجدار گولڑہ کا شاندار استقبالہ ہوا۔ علماء کرام کی ایک خاص تعداد آپ کے ہمراہ تھی۔ آپ کو ایک جلوس کی شکل میں برکت علی ہال موچی دروازہ (لاہور) لایا گیا جہاں شہر کے علماء کرام اکٹھے تھے۔ آپ نے دیر تک قادیانیت اور اس کے مختلف پہلوؤں پر اظہار خیال فرمایا۔ مولانا غلام محمد بگوی (امام بادشاہی مسجد) اور مولانا عبدالجبار امرتسری نے اہل محفل کو خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ردمرزائیت میں جو استدلال حضرت پیر مہر علی شاہ نے اختیار کیا ہے اس کا جواب ممکن نہیں۔

25/اگست کو بادشاہی مسجد لاہور میں ایک جم غفیر تھا، پولیس نے مسجد کو گھیرے میں لے رکھا تھا، مرزائی خوش فہمی میں مبتلا تھے کہ مرزا صاحب ضرور تشریف لائیں گے اور انہوں نے مرزا قادیانی کو لانے کی بہت کوشش کی لیکن سب بے سود......

Marfat.com

پھر جب بالآخر وفد مرزا کے نہ آنے کی اطلاع لے کر آیا تو قادیانی حلقوں میں انتشار برپا ہوا، کئی قادیانی تائب ہو گئے اور بعض نے گوشہ نشینی اختیار کر لی۔ یہ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت اور آپ کی قیادت میں مسلمانوں کی یلغار تھی کہ جس نے قادیانیت کا منہ پھیر دیا اور شاہی مسجد میں ایک بہت بڑا جلسہ ہوا جس میں علماء اسلام نے قادیانیت کے تار و پود بکھیر دیئے۔ حضرت پیر صاحب کی صدارت میں مختلف مکاتب فکر کے جید علماء کرام نے خطاب کیا اور عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت کو واضح کرتے ہوئے اعلان کیا کہ جو شخص اس عقیدے کا منکر ہے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ حضرت پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جہاں مرزا کے چیلنج کو قبول کرتے ہوئے اسے شکست فاش دی وہاں مرزا کی کتاب شمس بازغہ کے رد میں سیف چشتیائی تحریر فرمائی جس کے ذریعے آپ نے مرزائیت کے تمام بخیے ادھیڑ کر رکھ دیئے اور آج تک الحمد اللہ اُمت مرزائیہ اس کا جواب لکھنے سے قاصر ہے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے سیف چشتیائی میں ابن عساکر کی حدیث نزول ابن مریم علیہ السلام جسے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا درج کرنے کے بعد لکھا۔

اس حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام حج و عمرہ کریں گے اور میری قبر پر کھڑے ہو کر سلام پیش کریں گے اور میں اس کا جواب دوں گا......

> ''اور ہم پیشین گوئی کرتے ہیں کہ مدینہ منورہ زادہا اللہ شرفاً میں
> حاضر ہو کر سلام کرنے اور جواب سلام سے مشرف ہونے کی نعمت
> قادیانی کو کبھی نصیب نہ ہوگی۔'' (تاجدار گولڑہ اور ردمرزائیت، ص38)

چنانچہ آپ کی پیشین گوئی پوری ہوئی اور مرزا صاحب کو نہ تو حج نصیب ہوا اور نہ ہی روضہ شریف کی حاضری جو مسیح موعود کے لیے ضروری تھی جس سے اس کا کذب واضح ہو گیا۔

''کھسانی بلی کھمبا نوچے'' کے مصداق مرزا قادیانی نے اپنی خفت کو مٹانے کے لیے 1907ء میں اپنے حلقے میں یہ بات مشہور کرا دی کہ اس سال آنے والے جیٹھ کے مہینے میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو جائے گا۔ یہ سن کر آپ کے مریدین بہت پریشان ہوئے کہ کہیں قادیانی آپ کو قتل نہ کرا دیں۔ آپ کے مرید خاص میاں محمد قریشی

Marfat.com

(سرگودھا) نے حاضر ہو کر عرض کیا کہ آپ کے لیے خاص حفاظت کا بندوبست کیا جائے لیکن آپ نے ان کو تسلی دیتے ہوئے فرمایا: میاں محمد! موت برحق ہے لیکن تسلی رکھیں اس جیٹھ میں میرا انتقال نہیں ہوگا چنانچہ 1907ء میں جب جیٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا صاحب انتقال کر گئے اس کے بعد جب میاں محمد قریشی سے ملاقات ہوئی تو حضرت پیر صاحب نے برجستہ فرمایا: الجیٹھ بالجیٹھ کو جیٹھ، جیٹھ سے بدل گیا۔

یوں ''جاء الحق وزھق باطل'' کی عملی تفسیر کے طور پر حضرت پیر صاحب اس کے بعد انیس سال تک خدمت دین اسلام اور اصلاح امت کا فریضہ انجام دیتے رہے اور تاریخ کے اوراق پر ثبت ہو گیا کہ برصغیر کے دجال کو حضرت تاجدار گولڑہ کے ہاتھوں سے شکست فاش ہوئی اور 1865ء میں تحفظ ناموس رسالت کے لیے اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر جن دو عظیم شخصیتوں کو پیدا فرمایا انہوں نے امت مسلمہ کو گستاخی رسول کے عظیم فتنہ اور قادیانی دجال کے مہیب مکر سے بچالیا اور آج جہاں حضرت امام احمد رضا بریلوی رحمۃ اللہ علیہ کی مساعی جلیلہ سے ہر سو عظمت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے لہرا رہے ہیں وہاں مرزا قادیانی کی ذریت کے لیے ہندو پاک کی سرزمین تنگ ہو چکی ہے اور وہ اپنے قدیم آقاؤں کی سرپرستی میں برطانیہ میں سرگرم فتنہ ہیں، اس کا سہرا خصوصی طور پر حضرت خواجہ عالم پر پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے سر ہے اللہ تعالیٰ ان کے مزار پرانوار پر بے شمار رحمتیں نازل فرمائے اور انہیں اس عظیم جہاد کا اجر جزیل عطا فرمائے۔ اظہار عقیدت کے لیے چند صفات تحریر کر دیئے ہیں اصحاب ذوق مزید معلومات کے لیے ردقادیانیت میں لکھی گئی کتب بالخصوص ''سیف چشتیائی''، ''تاریخ محاسبہ قادیانیت'' اور ''تاجدار گولڑہ اور فتنہ مرزائیت'' کا مطالبہ فرمائیں۔

مراجع

1۔ ''بیس بڑے مسلمان'' بحوالہ مولانا اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص 51، 52، حضرت ابوالحسن زید فاروقی، مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور

2۔ اربعین (غلام احمد قادیانی) نمبر 4، ص 15، بحوالہ مرزائیت اور اسلام

3۔ شہادت القرآن (قادیانی) بحوالہ آفتاب گولڑہ اور فتنہ مرزائیت، ص 157

Marfat.com

4۔ انوارالباری، جلدا۱، ص 107، بحوالہ مولانا اسماعیل اور تقویت الایمان، ص 50، از حضرت ابوالحسن زید فاروقی مطبوعہ مرکزی مجلس رضا، لاہور

5۔ العلامہ فضل حق خیر آبادی (عربی)، ص 187-188، حاشیہ مکتبہ قادریہ، لاہور

6۔ مولانا محمد اسماعیل اور تقویۃ الایمان، ص 51

7۔ تاریخ محاسبۂ قادیانیت، از خالد بشیر احمد، ص 23

8۔ کتاب البریہ اشتہار مورخہ 20 ستمبر 1897ء، ص 3، بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص 23، 24

9۔ الاقتصاد فی مسائل اجہاد، از مولوی محمد حسین لاہوری، ص 49، 50

10۔ مشکوٰۃ شریف، ص 30، باب الاعتصام بالکتاب والسنۃ

11۔ ارواح ثلاثہ حکایت 73، بحوالہ مولانا محمد اسماعیل اور تقویت الایمان، ص 49

12۔ ہمفرے کے اعترافات، ص 52، 58

13۔ مولانا محمد اسماعیل اور تقویت الایمان، ص 98

14۔ ایضاً، ص 84

15۔ سوانح احمد بحوالہ تحریک حقائق بالاکوٹ، ص 70

16۔ تاریخ محاسبۂ قادیانیت، ص 460

17۔ توضیح مرام (مرزا قادیانی) حوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص 67

18۔ مجموعہ مکاتیب بحوالہ تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص 68

19۔ تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص 161

20۔ مہر منیر، ص 203

21۔ ائمہ تلبیس بحوالہ تاریخ، ص 191

22۔ مہر منیر، ص 211، 212

23۔ تاریخ محاسبہ قادیانیت، ص 187

24۔ تاجدار گولڑہ اور ردمرزائیت، ص 38

Marfat.com

پاسبانِ ختمِ نبوت، تاجدار گولڑہ

حضرت پیر سید مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ
اور
فتنۂ قادیانیت

محمد متین خالد

Marfat.com

حضرات اولیائے عظام اور علمائے کرام، اللہ تعالیٰ کی انسانی مخلوق کا نہایت بیش قیمت حصہ ہے۔ ایسا حصہ جسے اللہ رب العزت نے خود اپنا دوست قرار دیا۔ انہیں ایمان وتقویٰ کا علمبردار بتلایا اور واضح فرمایا کہ دنیا وآخرت میں ہر قسم کی بشارتیں ان کے لیے ہیں۔ ایسے ہی خوش نصیبوں میں پاسبان ختم نبوت، تاجدار گولڑہ شریف حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ شامل ہیں۔ آپ کا شمار ان نابغہ روزگار ہستیوں میں ہوتا ہے جو احیائے اسلام اور تجدید دین کے باعث محی الدین تھے۔ آپ علم وعرفان اور شریعت وطریقت، دونوں میں جامع تھے۔

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے دور کے مشہور صوفی بزرگ ہیں جن کا شجرہ نسب 25 واسطوں سے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور 36 واسطوں سے سیدنا حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے ملتاہ ے۔ آپ کے اسلاف میں سے ایک بزرگ ضلع انبالہ (بھارت) سے نقل مکانی کر کے راولپنڈی سے چند میل دور بمقام گولڑہ شریف آباد ہو گئے۔ یہ ان کے بزرگوں کا روحانی فیض تھا کہ آپ بہت جلد گردونواح میں مقبول ہو کر مرجع خلائق بن گئے اور یہ سلسلہ فیوض و برکات اس چھوٹے سے گاؤں میں آج بھی جاری وساری ہے۔

1890ء میں حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے مستقل طور پر مدینہ طیبہ میں سکونت پذیر ہونے کا ارادہ کرلیا۔ لہٰذا اس غرض سے حج کا سفر کیا۔ مدینہ طیبہ میں حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حاضری کے بعد بہت خوش ہوئے کہ اب زندگی کی باقی تمام بہاریں گنبد خضرا کی ٹھنڈی چھاؤں تلے گزاریں گے۔ اسی روز حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے خواب میں تشریف لائے اور فرمایا: ''مہر علی، ہندوستان میں مرزا قادیانی میری احادیث کو تاویل کی قینچی سے ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے اور تم خاموش بیٹھے ہو۔ واپس

Marfat.com

جاؤاوراس فتنہ کا سد باب کرو۔''

یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ نبی اپنے امتی کو ہمیشہ اعلیٰ وارفع کام کا حکم دیتا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں ایک نماز ادا کرنے کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے، جبکہ بیت اللہ شریف میں ایک نماز ادا کرنے پر ایک لاکھ نمازوں کا ثواب ملتا ہے۔ لیکن یہاں حضور نبی کریم ﷺ اپنے ایک امتی کو حکم دے کر قادیانی فتنہ کی سرکوبی کے لیے واپس ہندوستان بھیج رہے ہیں۔ اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ تحفظ ختم نبوت کا کام جہاد عظیم ہے۔ اس کام سے بڑھ کر کوئی کام ''امر بالمعروف اور نہی عن المنکر'' کی تعریف پر پورا نہیں اترتا۔ جو کوئی شخص دنیا کے کسی خطے میں تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے، اسے بیت اللہ شریف اور مسجد نبوی ﷺ میں نمازیں پڑھنے سے کروڑوں درجہ زائد ثواب ملتا رہے گا کیونکہ اس کی کوشش سے ایک مسلمان مرتد ہونے سے بچ جاتا ہے اور ایک گم کردہ راہ قادیانی واپس اسلام کی آغوش میں آجاتا ہے۔ اگر کوئی شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے تو اس کو ثواب تو ہوگا ہی لیکن اس کی وجہ سے جتنے آدمی اس نیک کام کو شروع کریں گے یا اس فتنہ کے کفریہ عقائد سے آگاہ ہو کر اپنا ایمان بچائیں گے یا اس فتنہ میں مبتلا لوگ واپس حلقہ بگوش دین متین ہو جائیں گے تو ان سب لوگوں کی نیکیوں میں اس شخص کا بھی مستقل حصہ ہوگا۔ تحفظِ ختم نبوت کا کام ایک ایسے سرمائے کی مثل ہے جو کسی فیض رساں تجارت میں لگا دیا جائے تو اس سے ہمیشہ اس کا منافع ملتا رہے۔ دوسری اہم بات یہ بھی معلوم ہوئی کہ تحفظ ختم نبوت کے کام کی سرپرستی اور نگرانی براہ راست حضور نبی کریم ﷺ خود فرماتے ہیں اور ضرورت پڑنے پر راہنمائی بھی کرتے ہیں۔

چنانچہ اس خواب کے بعد آپ واپس ہندوستان تشریف لے آئے جس کے ایک سال بعد یعنی 1891ء میں مرزا قادیانی نے نبوت کا دعویٰ کیا اور یہ مسلمانوں کے لیے ایک عظیم فتنہ ثابت ہوا۔ مرزا قادیانی نے دین اسلام سے کھلی بغاوت کی۔ حضور نبی

Marfat.com

کریم ﷺ کی ختم نبوت پر ڈاکہ ڈالا۔ مرزا قادیانی نے اپنے آپ کو خدا کا نبی اور رسول بلکہ محمد رسول اللہ ﷺ سے افضل کہا، اپنی باتوں کو احادیث کا درجہ دیا، دین اسلام کو مردہ مذہب کہا، اپنے ماننے والے مرتدوں کو صحابہ رسول کے نام سے پکارا، اپنی کافرہ بیوی کو ام المومنین کے نام سے تعبیر کیا، اپنے گھر والوں کو اہل بیت کا نام دیا، تین سو تیرہ بدری صحابہ کرامؓ کے مقابلہ میں اپنے تین سو تیرہ چیلوں کی فہرست تیار کی، حضور نبی کریم ﷺ کی نقل کرتے ہوئے اپنے ننانوے صفاتی نام رکھے، اپنے زانی بیٹے کو قمر الانبیاء کہا، اپنی فاحشہ بیٹی کو سید النسا کہا، قادیان آنے کو ظلی حج قرار دیا، جنت البقیع کے مقابلہ میں قادیان میں ایک بہشتی مقبرہ تیار کروایا، خود کو نبی نہ ماننے والوں کو کنجریوں کی اولاد کہا، اپنی عبادت گاہ کو مسجد اقصیٰ کہا، اپنے جانشینوں کو خلفاء راشدین کہا، قرآن پاک میں من گھڑت تحریفیں کیں، احادیث رسول ﷺ کو بگاڑا، اقوالِ صحابہؓ و بزرگان دین رحمۃ اللہ علیہ کو مسخ کیا، جہاد کو حرام قرار دیا، انگریز کی اطاعت کو لازمی قرار دیا (نعوذ باللہ) .... مرزا قادیانی نے صرف اسی پر اکتفا نہیں کیا بلکہ اس نے اپنی بناسپتی اور انگریزی نبوت کو چلانے اور چمکانے کے لیے دین اسلام، پیغمبر اسلام ﷺ اور مقدس ہستیوں پر انتہائی رکیک حملے کیے۔ مرزا قادیانی اور اس کے شیطانی چیلوں نے جس دریدہ ذہنی اور زہر افشانی کا مظاہرہ کیا، اسے تحریر میں لاتے ہوئے قلم کانپتا ہے، جسم پر رعشہ طاری ہوتا ہے، قلب وجگر زخمی ہوتے ہیں، آنکھیں خون کے آنسو روتی ہیں اور روح تڑپتی ہے۔

قدرت نے حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو تحفظ ختم نبوت اور فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے بطور خاص تیار کیا تھا۔ چنانچہ سیدنا پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ فتنہ قادیانیت کی سرکوبی کے لیے میدان میں نکل آئے اور مرزا قادیانی کا ہر میدان میں محاسبہ کیا۔ مسلمانوں کو اس فتنہ کی شرانگیزیوں سے آگاہ کیا۔ کچھ عرصہ بعد مرزا قادیانی نے حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو چیلنج بھیجا کہ آؤ! لوگوں کے ایک جم غفیر کے سامنے، میں بھی سورۃ الفاتحہ

Marfat.com

کی تفسیر لکھتا ہوں اور آپ بھی سورۃ الفاتحہ کی تفسیر لکھیں، جس کی تفسیر بہترین ہو، وہ سچا اور جس کی ناقص ہو، وہ جھوٹا۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کے اس چیلنج کے جواب میں فرمایا کہ تمہارا چیلنج منظور ہے لیکن ایک شرط ہے کہ اس اجتماع میں تم بھی اپنے کاغذ پر قلم رکھ دو، میں بھی اپنے کاغذ پر قلم رکھ دوں گا۔ جس کا قلم خود بخود چلے اور تفسیر قرآن لکھ دے، وہ سچا اور جس کا قلم خود بخود نہ چلے وہ جھوٹا۔ مرزا قادیانی نے جواب میں اس طرح چپ سادھی، گویا دنیا سے رخصت ہو گیا۔ (تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

بعد ازاں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے مرزا قادیانی کو چیلنج بھیجا کہ حق و باطل کے فیصلہ کے لیے بادشاہی مسجد لاہور میں آ جاؤ۔ ہم دونوں مسجد کے ایک مینار پر چڑھ کر ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کر چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہوگا، وہ بچ جائے اور جو کاذب ہوگا، وہ مر جائے گا۔ مرزا قادیانی یہ چیلنج سن کر یوں گم سم ہو گیا جیسے سانپ سونگھ گیا ہو۔

(تحریک ختم نبوت از شورش کاشمیری رحمۃ اللہ علیہ)

مرزا قادیانی نے اپنی عادت خبیثہ کے مطابق پھر پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو کسی بات کا چیلنج بھیجا تا کہ عوام میں شکوک و شبہات پیدا کیے جائیں۔ قدرت نے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ایسا رعب اور جلال نصیب کیا تھا کہ مرزا قادیانی ان کا نام سن کر تھر تھر کانپنے لگ جاتا تھا۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جواب میں چیلنج بھیجا کہ آؤ ہم دونوں ایک بہت بڑے جلتے ہوئے تنور میں چھلانگ لگاتے ہیں۔ جو سچا ہوگا، وہ بچ جائے گا اور جو جھوٹا ہوگا، وہ جل کر بھسم ہو جائے گا۔ مرزا قادیانی اس مقابلہ میں بھی دم دبا کر بھاگ گیا۔

(سیارہ ڈائجسٹ، اولیائے کرام نمبر)

ایک عرصہ بعد قادیانی جماعت کا ایک وفد حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ ایک اندھے اور ایک اپاہج یعنی لنگڑے کے حق میں آپ دعا کریں، دوسرے اندھے اور لنگڑے کے حق میں مرزا قادیانی دعا کرے۔ جس کی دعا سے اندھا اور لنگڑا ٹھیک ہو جائیں، وہ سچا ہے، اس طرح حق و باطل کا فیصلہ ہو جائے گا۔

Marfat.com

پیر صاحب نے جواب میں کہا کہ یہ بھی منظور ہے لیکن مرزا قادیانی سے یہ بھی کہہ دیں کہ اگر مردے بھی زندہ کرنے ہوں تو آ جائے، ہم اس کے لیے بھی تیار ہیں۔ اس پر مرزا قادیانی کو پیر صاحب کے سامنے آنے کی ہمت نہ پڑی۔ اس موقع پر پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ''یہ دعویٰ میں نے از خود نہیں کیا تھا بلکہ عالم مکاشفہ میں حضور کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے جمال با کمال سے میرا دل اس قدر قوی اور مضبوط ہو گیا تھا کہ مجھے یقین کامل تھا کہ اگر اس سے کوئی بڑا دعویٰ بھی کرتا تو اللہ تعالیٰ ایک جھوٹے مدعی نبوت کے خلاف ضرور مجھے سچا ثابت کرتے مجھے یقین کامل ہے کہ جو شخص تحفظ ختم نبوت کا کام کرتا ہے، اس کی پشت پر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ہاتھ ہوتا ہے۔'' پیر صاحب کا یہ احساس تائید ربانی سے بہرہ ور تھا کیونکہ تحفظ ختم نبوت کی اس جدوجہد میں شروع ہی سے آپ کو حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم کے بے پایاں لطف و کرم کی تجلیاں اپنی آغوش میں لیے ہوئے تھیں۔

آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی کے کفریہ عقائد و عزائم اور مرتدانہ سرگرمیوں کے جواب میں پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انتہائی علمانہ اور معرکۃ الآرا تصانیف لکھیں جن میں ''شمس الہدایہ'' اور ''سیف چشتیائی'' شہرہ آفاق حیثیت رکھتی ہیں۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ان کتابوں کا ایک ایک نسخہ مرزا قادیانی کو بھی بھیجا۔ چاہیے تو یہ تھا کہ مرزا قادیانی کی جانب سے ان دلائل اور عقائد جن کو قرآن و حدیث کی روشنی میں پیر صاحب نے باطل اور کفریہ قرار دیا تھا، دفاع کیا جاتا اور علمی جواب دیا جاتا۔ لیکن اس کے برعکس آنجہانی مرزا قادیانی اسے پڑھ کر آپے سے باہر ہو گیا اور پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں بکواس شروع کر دی۔ (نقل کفر، کفر نہ شد) مرزا قادیانی نے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ملعون لومڑی، نادان، چور، کذاب، نجاست خور، جاہل، بے حیا اور گوہ کھانے والا کہا۔ (استغفر اللہ، معاذ اللہ) (نزول المسیح، ص 62 تا 81 مندرجہ روحانی خزائن، ج 18، ص 440 تا 459 از مرزا قادیانی)

ایک اور کتاب میں اول فول بکتے ہوئے مزید لکھا:

''مجھے ایک کتاب کذاب (حضرت پیر مہر علی شاہ) کی طرف سے پہنچی ہے۔ وہ خبیث کتاب اور بچھو کی طرح نیش زن۔ پس میں نے کہا کہ اسے گولڑہ کی زمین،

Marfat.com

تجھ پر لعنت۔ تو ملعون کے سبب سے ملعون ہو گئی پس تو قیامت کو ہلاکت میں پڑے گی۔'' (اعجاز احمدی، ص75 مندرجہ روحانی خزائن، ج19، ص188، از مرزا قادیانی)

مرزا قادیانی کی ذہنی حالت کا اندازہ اس بات سے لگائیں کہ قادیانی عقائد کے مخالفانہ کتاب ملنے پر اس نے نہ صرف پیر صاحب کو برا بھلا کہا بلکہ اس پورے علاقے اور اس کے مکینوں کو بھی ملعون قرار دے ڈالا۔ جبکہ قادیانی جماعت کا نعرہ ہے: ''محبت سب کے لیے، نفرت کسی سے نہیں۔'' عجیب بات ہے کہ مخالفت حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ نے کی اور لعنت گولڑہ کے تمام رہنے والوں پر کی اور وہ بھی قیامت تک۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر گولڑہ کی سرزمین پر کوئی قادیانی آباد ہو گیا تو کیا وہ بھی اس ابدی لعنت کا مستحق ہو گا؟

جولائی 1900ء میں مرزا قادیانی نے حضرت پیر مہر علی شاہ گولڑوی رحمۃ اللہ علیہ کو مناظرہ کا چیلنج دیا تو پیر صاحب نے اس چیلنج کو مرزا قادیانی کی تمام شرائط پر قبول کر لیا۔ لیکن جب مرزا قادیانی کو پتہ چلا کہ جناب پیر صاحب مناظرہ کے لیے لاہور تشریف لا رہے ہیں تو اس کے ہاتھ پاؤں پھول گئے اور مقررہ تاریخ کو وہ اس مناظرہ میں نہ آیا اور پیٹھ دکھا کر بھاگ گیا۔ بعد میں اس نے مندرجہ ذیل عذر کیا:

❁ اور میں بہر حال لاہور پہنچ جاتا مگر میں نے سنا ہے کہ اکثر پشاور کے جاہل سرحدی پیر صاحب کے ساتھ ہیں۔ اور ایسا ہی لاہور کے اکثر سفلہ اور کمینہ طبع لوگ گلی کوچوں میں مستوں کی طرح گالیاں دیتے پھرتے ہیں اور نیز مخالف مولوی بڑے جوشوں سے وعظ کر رہے ہیں کہ یہ شخص واجب القتل ہے۔ تو اس صورت میں لاہور میں جانا بغیر کسی احسن انتظام کے کس طرح مناسب ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات، ج2، ص461، طبع جدید از مرزا قادیانی)۔

حالانکہ مرزا قادیانی کا کہنا ہے:

❁ ''ہم خدا کے مرسلین اور مامورین کبھی بزدل نہیں ہوا کرتے، بلکہ سچے مومن بھی بزدل نہیں ہوتے۔ بزدلی ایمان کی کمزوری کی نشانی ہے۔''

(ملفوظات، ج4، ص286 طبع جدید از مرزا قادیانی)

Marfat.com

۞ ''اور میرے ساتھ تو خدا تعالیٰ کے پاسبان ہیں کہ وہ میری میرے دشمنوں سے حفاظت کرتے ہیں۔''

(خطبہ الہامیہ، ص64 مندرجہ روحانی خزائن ج16 ص110، 111 از مرزا قادیانی)

۞ ''براہین احمدیہ میں میری نسبت خدا تعالیٰ کی یہ پیش گوئی ہے کہ قتل وغیرہ کے منصوبوں سے میں بچایا جاؤں گا۔''

(حقیقۃ الوحی، ص234، مندرجہ روحانی خزائن، ج22، ص234 از مرزا قادیانی)

تحفظ ختم نبوت کے لیے پیر صاحب کی گرانقدر کوششیں تیرہ سو سال کے اولیاء و مشائخ کی روحانی قوتوں کا فیضان تھا اور نہ جانے کون کون سی ہستیاں آپ کی پشت پناہ تھیں۔ ایک بزرگ حضرت سید چانن شاہ جابہ شریف اس عرصے میں اپنے ایک خواب کی کیفیت یوں بیان کرتے تھے:

> ''میں نے ایک فوج کو علَم لہراتے دریائے جہلم کے پل پر سے لاہور کی طرف جاتے دیکھا جس میں سے ایک صاحب نے میرے پوچھنے پر بتایا کہ ہم بغداد شریف سے آ رہے ہیں اور پیر صاحب گولڑہ شریف کی نصرت کے لیے جھوٹے مدعی نبوت مرزا قادیانی کے مقابلے پر لاہور جا رہے ہیں۔''

مناظرہ سے فرار کے باوجود مرزا قادیانی نے اپنی عادت سے مجبور ہو کر حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ سے چھیڑ چھاڑ جاری رکھی۔ آخری قادیانی حربہ جو استعمال کیا گیا یہ تھا کہ 1907ء میں قادیانیوں نے عوام الناس میں یہ بات پھیلا دی کہ آنے والے جیٹھ کے مہینے میں حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہو جائے گا۔ پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے عقیدت منداس سے بڑے پریشان ہوئے کہ مبادا مرزا قادیانی تنگ آ کر پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کو قتل نہ کرا دے۔ چنانچہ حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ کے پیر بھائی جناب میاں محمد قریشی رحمۃ اللہ علیہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنی حفاظت کے لیے مناسب انتظام کے لیے کہا۔ لیکن پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نے انہیں تسلی دیتے ہوئے کہا کہ ''میاں محمد موت تو

Marfat.com

برحق ہے اور سب کو اس کا ذائقہ چکھنا ہے۔ تسلی رکھو، اس سال کے جیٹھ میں مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ نہیں مرے گا۔'' چنانچہ 1908ء کے جیٹھ کا مہینہ آیا تو مرزا قادیانی برانڈرتھ روڈ لاہور میں واقع احمدیہ بلڈنگ کے پیشاب خانہ میں مرا اور جہنم واصل ہو گیا۔ یوں پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنی ولایت کی صداقت کا ایک اور نشان چھوڑ گئے۔

(تاریخ محاسبہ قادیانیت از پروفیسر خالد شبیر)

حضرت پیر مہر علی شاہ رحمۃ اللہ علیہ گولڑوی کے عقیدت مندوں سے پرزور درخواست ہے کہ وہ فتنہ قادیانیت کے خلاف جانی و مالی جہاد کر کے پیر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریک کو دوبارہ زندہ کریں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی روح اپنے عقیدت مندوں اور مریدوں سے پکار پکار کر کہتی ہے کہ اگر تم میرے سچے مرید اور عقیدت مند ہو تو اتفاق و اتحاد کی فضا پیدا کر کے عقیدہ ختم نبوت کی حفاظت کے لیے اپنی زندگیاں وقف کر دو۔ قادیانیوں کا مکمل طور پر معاشرتی اور معاشی بائیکاٹ کرو۔ قادیانیوں کی ارتدادی سرگرمیوں پر کڑی نظر رکھو۔ اپنے شہروں اور دیہاتوں میں تحفظ ختم نبوت کانفرنسوں کا اہتمام کرو۔ قادیانیوں کی طرف سے شعائر اسلامی استعمال کرنے پر معززین علاقہ کے ہمراہ متعلقہ تھانہ جا کر قادیانی ذمہ داران کے خلاف قانون کے مطابق مقدمہ درج کرائیں۔ اپنے حلقہ احباب میں عقیدہ ختم نبوت کی اہمیت اچھی طرح متعارف کرواؤ تاکہ کسی مسلمان کی متاعِ ایمان نہ لٹ سکے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ختم نبوت کا تحفظ کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

Marfat.com

سونا جنگل رات اندھیری چھائی بدلی کالی ہے
سونے والو! جاگتے رہیو چوروں کی رکھوالی ہے

آئینہ قادیانیت

منکرین ختم نبوت "قادیانیوں" کی توہین آمیز عبارات پر مشتمل مستند دستاویز

مرتب

غلام دستگیر فاروقی

آستانہ چشتیہ خیریہ جلال پور درس (چک امرو روڈ) شکر گڑھ

Marfat.com

فتنۂ قادیانیت کے متعلق اکابر صوفیاء وعلماء کے حقیقت پر مبنی مکاشفات اور

پیشگوئیاں

تحقیق وتدوین

غلام دستگیر فاروقی

آستانہ چشتیہ خیریہ جلالپور دری (پکا لاہور روڈ) شکرگڑھ

مکتبہ اعلیٰ حضرت

داتا دربار مارکیٹ، لاہور

042-37247301

0300-8842540

0315-8842540

Marfat.com

تاجدارِ گولڑہ اور جہادِ ختمِ نبوت

ڈاکٹر بہاؤ الدین کی اعلیٰ حضرت گولڑوی پر
بیجا تنقید کی تنقیح اور مختصر علمی محاکمہ

تحقیق و ترتیب
خواجہ غلام دستگیر فاروقی

Marfat.com